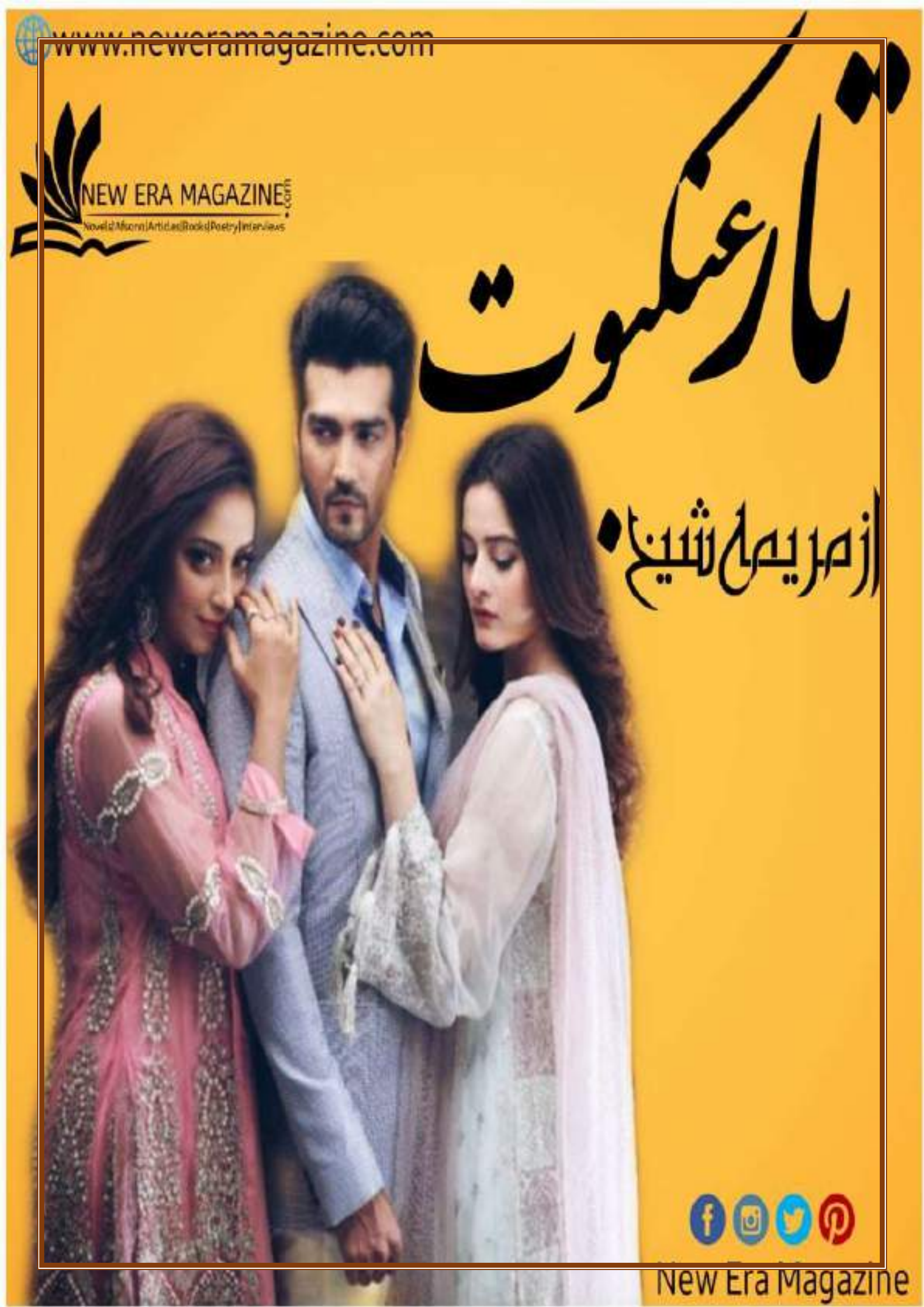
www.neweramagazine.com
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
تارِ عنکبوت
از مریمہ شیخ
New Era Magazine

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تار عنکبوت

از میریمہ شیخ

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

☆☆☆☆☆

یہ کوئی دوسری مرتبہ تھاجب یہ شخص اسکے سامنے موجود تھامگر ہر بار کی طرح اسے

اس بار بھی

کوئی نتیجہ برآمد ہوتادکھائی نادیتاتھا

سائیکولاوجیست ناامیدی چھپاتی اسکو حوصلہ دینے کی کوشش کرنے لگی آج کااسکے

سیشن کاوقت پوراہوچکا

تھا،سائیکولاوجیست نےافسوس سےاس تقریباسالہ شخص کو جاتے دیکھاجو شدید

iضطراب کاشکار تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مگر کچھ بھی بتانے سے انکاری تھاوہ اس مریض کو کسی سینئر کے حوالے کرناچاہتی تھی

مگر وہ اس سے

بھی ناکے صرف انکاری تھابلکے اسکے خوف کو دیکھ کر مہرین احسان کولگااب وہ دوبارہ

نہیں آنے والا،وہ

افسوس کرتی دوسرے مریض کوبلانے لگی

-- **_ **_ **_ **_ **=*=*=*=*=*=*=*=*= .

وہ بتا کر آئی تھی کے میکے میں رکے گی مگر اس کے ڈھیٹ سرتاج آن دھمکے تھے اب دانت نکوستے سالے سے گپ شپ کر رہے تھے "ہاے دل سے دل کو راہ ہوتی ہے میں بھی کتنا یاد کر رہی تھی انھے" دل ہی دل خوش ہوتے بظاہر منہ پھلاے وہ سنان کے سنگ سسرال روانہ ہوئی

"حیرت ہے تم نے اب تک کوئی سوال نہیں کیا نا ہی مجھے بوسی کہا". اسے خاموش دیکھ کر وہ اپنی centro(گاڑی) چلاتا شرارت سے گویا ہوا

" کہنے سے فائدہ ہی کیا ہے" وہ منہ بناتی بولی

" کتنی سمجھ دار ہو گئی ہو ماشاءاللہ" وہ شرارت سے بولا " یار کیا کروں روم (کمرہ) کاٹنے کو دوڑ رہا تھا، کوئی بھی بال بکھراے ماسک لگاے بیڈ پر بیٹھا رسالہ نہیں پڑھ رہا تھا بڑا خالی خالی لگا" وہ ردا کی سکن کیئر روٹین پر مذاق اڑاتا بولا

"آپ جیسے لوگ جو خود سکن کیئر نہیں کرتے ایسے ہی طعنے کستے ہیں ہرٹ کرتے ہیں " وہ تپ کر گویا ہوئی

"آچھا سچ میں، میں نے کس کو ہرٹ کیا ویسے "

"مجھے میں بھی انسان ہوں"

"بیشک بیشک پکا کنفرم ہے نا" وہ مذاق اڑاتے پچکارتا بولا

"آپ کی یہی باتیں زہر لگتی ہیں ایک دن دیکھیں گے آپ اس کی اہمیت" اسکے لہجہ سے صاف ناراضگی جھلک رہی تھی اب وہ رخ موڑ کے بیٹھی کھڑکی سے

باہر دیکھ رہی تھی

سنان نے اسکے ناراض چہرے کو دیکھا تو منانے کی ٹھانی

"اچھا سوری یار مزاق کررہا تھا" دوسری جانب لاتعلقی تھی "ردا" اسنے پکارا مگر مجال ہے جو کوئی فرق پڑا ہو

"اچھا ڈنر باہر کریں" ہنوز خاموشی دیکھ کر اب کے اسنے اسکا گال کھینچا

"سنان پلیز" اسنے ہاتھ جھٹکا جو سنان کو برا لگا مگر ضبط کرگیا

"اچھا پھر بتاؤ کہاں کریں ڈنر" وہ سنجیدہ ہوا "ٹھیک ہے نا بتاو کب سے منا رہا ہوں اب میرے ہاتھ کا کھا کر ہی مانو گی" وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولا

جب کے ردا شاک میں رہ گئی

"آپ کو پتا ہے آپ کیا کہ رہے ہیں؟"

"ہاں ذرا گھر تو پوھنچے پھر نامانی تو کہنا" وہ سنجیدہ تھا

"میں مان گئی بس ٹھیک ہے ریسٹورنٹ چلتے ہیں" ردا نے پسپائی اختیار کی ایک بار نکاح کے بعد بھی یہ شرف حاصل کر چکی تھی اور اس کے لئے وہی تجربہ کافی تھا

"نہیں اب بس طے ہو گیا ہے دیکھنا انگلیاں چاٹ تی رہ جاؤ گی" ردا بے بسی سے اس لمحہ کو سنے لگی جب اس ضدی آدمی سے ناراض ہوئی تھی

سنان کو کبھی کبھی کھانا پکانے کا بخار چڑھتا اور اس کے بعد خوب کچن پھیلا کر جو پکاتا وہ کچھ بھی ہوتا مگر کھانا نا ہوتا

بقول ردا کے اسے ٹارچر سیل میں مجرموں کو ٹارچر کرنے کے لئے استعمال کرتے ہوں گے

اور اس رائے سے تو سنان کی بہن مہرین کو بھی بھرپور اتفاق تھا

*_** _** _** _** _** __

مہرین جو کے کیس اسٹڈی میں مشغول تھی کھٹ پٹ کی آوازیں سن کر باہر آئی جہاں

ردا چڑ رہی تھی

"کیا خوشی ملی آپ کو یہ ملغوبہ بنا کر" وہ چڑی ہوئی اس عجیب کھانے کو دیکھ رہی تھی

"ٹرائ تو کرو" سنان نے مجال ہے جو ہمت ہاری ہو مگر دونو ہی دونوالوں سے زیادہ نا کھا سکے آخر

کار فریج سے کل کا کھانا نکال کر پیٹ پوجا کی گئ

وہ ان دونوں کو ہنستا مسکراتا دیکھ خوش تھی پھر اسکی نگاہ گھر کے چوتھے کمرے پر گئ

امی کے جاگنے پر ردا کی درگت بنتی

"گڈ، یہ لولی سینز میں انجوائے کر رہی ہوں مگر امی نہیں کریں گی، اور اس 80 ایکڑ پر بنے گھر میں اواز ان تک جانا کچھنا ممکن نہیں اسی لیے اسپیکر کا والیوم کم کیجیے" اس نے چار کمروں کے مناسب سے گھر پر نظر دوڑاتے ان دونوں کو سنگینی کا احساس دلایا پھر اپنی مخصوص ٹھنڈی پر سکون مسکراہٹ سے نواز کر منظر سے ہٹ گئ مبادا کہیں اپنے عظیم ملغوبے کو سنان اس کو نا پیش کر دے (اب اس وقت رات کو قے کا کوئی پروگرام نہیں میرا) اس نے خود ہی سوچتے جھرجھری لی

جبکہ وہ دونوں پہلے تو خجل ہوئے پھر دھیمے سے ہنس دیے

،رداب کچن کی ابتر حالت دیکھ کچن سمیٹنے لگی

اسے کچن سمیٹتا دیکھ وہ جو بیڈروم کی طرف جارہا تھا رک گیا

"کل راضیہ آئے گی نا کر لے گی"

"میں پوری رات ایسا ہی پھیلا نہیں چھوڑ سکتی"(ہاں تاکہ رداکو اپکی والدہ اٹھیں یہ دیکھیں اور موضوع مل جائے انہیں)

"اوکے" وہ کندھے اچکاتا کچن میں آگیا اب وہ دونوں مل کر سمیٹ رہے تھے

"اب ناراضی ختم میڈم کی"شیلف صاف کرتے اسنے اسکے کندھے سے کندھا ٹکراتے پوچھا

"ھمم دیکھیں گے" وہ اسے تنگ کرنے کو بولی

"جی نہیں بس ختم ناراضگی" وہ دھونس جماتا بولا

تو ردا کو بھی ہنسی آگئی

*_** _** _** _** _*=*=*=*=*=*

"ڈیم اٹ !" اسنے آپنے پیچھے دروازہ کھلنے کی آواز سنی تو شدید کوفت کا شکار ہو کر پلٹا
جبکہ سامنے والی شخصیت کی نگاہوں میں ایسی چمک تھی جیسے شکاری کی آنکھوں میں
آپنے شکار کو دیکھ کر ہوتی ہے "تم ہو میں سمجھی مونس ہے آج بھی رات باہر رہے ہائے
بیچاری خالہ جی اکیلی سڑ رہی ہو نگی(" خالہ جی نے یہ گل افشانی سنی ہوتی تو ضرور سڑتی "
اس نے دل میں سوچا) مجھے چابی دے دیا کرو میں دیکھ لو نگی وہ کام والی لڑکی آئے ہائے
لڑکی کہاں عورت ہے وہ تو بھلا کیا خیال رکھے گی۔۔۔۔"اسکی عدم دلچسپی کے باوجود
وہ بنا رکے اپنی ہانکنے میں لگیں تھیں

اسنے بوکھلا کر تالے میں جلدی جلدی چابی گھمانا شروع کی مگر ہائے یہ شوموئی قسمت
روز ٹھک سے کھلنے والا دروازہ آج دغا دے رہا تھا مگر وہ بھی مرد کا بچا تھا جاں باز فوجی کی
طرح لگا رہا آخر کار کامیابی مل ہی گئی "لو میں کب سے بولے جا رہی ہوں تم چل دیئے
اندر ہائے خالہ جی سے ملنے دو" وہ بھی اندر کو لپکیں جبکہ اسنے اسی تیزی سے دروازہ
بھیڑا "ارے اماں کہاں جاتی ہیں اس وقت آپ ویسے بھی مارننگ شو آتا ہے وہ نہیں
دیکھنا آپ نے" وہ ٹالتے ہوئے بولا مگر وہ کہاں سنے والیں تھیں لپکی پیچھے پیچھے مگر داود

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نے تیزی سے دروازہ بند کر دیا

اب وہ اندر کی جانب بڑھا والدہ محترمہ لاونج میں بیٹھی تھیں "آ گیا گھر آنے کا ہوش تمہیں؟" وہ چتون تیکھے کیے اسے دیکھتی بولیں وہ حیران ہوا (لو جی میں سمجھا سو رہی ہوں گی خواہ مخواہ تالے کے ساتھ ہاتھا پائی کی)

"نہیں کہاں اسٹریچر پر لیٹا ہوں، ویسے یہ ڈائیلاگ ناچنے منے بچوں کے لیے بولنے چاہیے ان کی ماؤں کو جو آپ مجھ جیسے کماؤں پوت محنتی آدمی پر کس رہیں ہیں۔"

اس کا اشارہ برابر والی خاتون کے بیٹے کی طرف تھا جو آدھی رات کو گھر آتا اور صرف 14 سال کا تھا، مگر اس کی امی کا پسندیدہ مشغلہ پڑوسیوں کے مشاغل میں گھسنا اور ابو کا آتی جاتی دوسروں کی اولادوں پر استغفر اللہ اور ہر قسم کی خواتین کو دیکھ ماشاءاللہ کہنا تھا

"باہر کیو رہے؟" اماں وہیں اٹکیں تھیں

"بھئی کال آ گئی تھی پولیس اسٹیشن سے, مجبوری تھی"

"اچھا چلو اب کھانا کھا کر سو جانا بنایا نہیں ہے میں نے کل والا بہت سارا بچا تھا، وہی گرم

کردیتی ہوں"

"آپ رہنے دیں میں کرلیتاہوں خود"وہ انہیں اطمینان دلاتابیڈروم کی طرف بڑھا

پہلے فریش جوہوناتھا

°×=×=××=×=×=×=×=×==×=×=×

"تم آخرشادی کیونہیں کرلیتے"وہ سوکراٹھ کراب شام کوکھاناکھارہاتھا

(لوجی نوالہ منہ میں گیانہیں اعتراضات شروع)اس نےماں کی بات پرسوچا

"ڈھونڈیے آپ لڑکی"اس نے بھی ہمیشہ کی طرح ساراملبہ ان پرگرایا

"دیکھومیاں صاف بات ہے میں کوئی فضول عورتوں کی طرح دردرجاکرلڑکی نہیں دیکھوں گی یہ اپنے اپارٹمنٹ میں ہی میری دوست کی بیٹی مہرین ہے،رشتداروں میں سجل ہے تمہاری پھوپھوکی بیٹی،تمہارےاباکےدوست کی اسماءہےتینوں تمہاری عمر سے مناسبت رکھتیں ہیں،پڑھی لکھی سلجھی ہوئی تواپنی مہرین ہے، سجل کم عمرہےتو ظاہرہے تعلیم بھی کم ہی ہے،اسماءکافی خوبصورت ہے مگرباپ کے پاس زیادہ پیسے نہیں ہیں خیرتم کون سے لاڈصاحب ہواب دیکھوایک ہی پیکیج میں سب ملتابھی نہیں

ہے اور سب ڈھونڈنا بھی نہیں ہے تم بھی بس تین کمروں کے مناسب سے ایریا میں مقیم اپارٹمنٹ میں رہتے ہو

سکینڈ ہینڈ کورے ہے، پولیس کی نوکری کوئی لمبی چوڑی سیلری نہیں ہے شکل صورت بھی مناسب ہے، ایسے میں فل پیکج لڑکی ڈھونڈنے کیو جاؤں میں کیو ڈھونڈوں شہزادی ؟، یہ بچیاں اپنے سامنے کی ہیں کوئی پسند ہے تو بولو ڈائیریکٹ رشتہ ڈالوں گی اور نکاح بس کسی کے گھر جا کر بے فالتو کھانے کی عادت نہیں مجھے ناہضم ہوتا ہے، ذن میں سے میرا ووٹ مہرین کے لیے ہے کے تم 28 کے ہو تو وہ 26 کی ہو گی یا زیادہ سے زیادہ 27 کی دونوں کماتے ہو، مزاج کی بھی اچھی ہے اوڑھنے پہننے کا ڈھنگ بھی ہے دیکھتی بھی اچھی ہے" وہ لمبی تقریر کرتی اٹھیں اس دوران وہ خاموشی سے سنتا رہا اور لپ لپ کھچڑی کھاتا رہا

اب وہ اس کے خالی برتن اٹھا کر کچن کی طرف بڑھیں

جب کے وہ سنجیدگی سے ان کے دیے گئے آپشنز پر غور کرنے لگا

شادی تو کرنی ہی تھی مڈل کلاس سے تھے وہ لوگ یعنی اچھی آمدن ورثے میں نہیں ملتی تھی خوب رگڑا لگا کر ڈگری شگری لے کر حاصل کرنی ہوتی تھی اچھے لائف اسٹائل کی

خواہش گھٹی میں ملتی تھی

"اور یہ کونسا غلط ہے اچھی آمدن کا خواب دیکھنا محنت کرتے تو ہیں ڈاکہ تھوڑا ڈالتے ہیں

"وہ اکثر سوچتا

ان ساری لڑکیوں پر غور کرتے اسے مہرین بہتر لگی(سجل, نہیں بہت چھوٹی ہے 18 سال کی پدی سی شاہد(دوست)نے کی تھی اتنی کم عمر سے شادی پھر ہر وقت میچور نہیں ہے کے رونے روتا تھا بھلا اس عمر میں کون میچور ہوتا ہے،اسماء ہاں خوبصورت تو ہے پر میرے ٹائپ کی نہیں لگتی لو میں اسے جانتا ہی کتنا ہوں,مہرین یہ دماغ کی سوئی اسی پر کیوا ٹکتی ہے ہمیشہ میری)

وہ سوچ ہی رہا تھا کے بیل بجی اس نے اٹھ کر دور آئی (door eye)سے دیکھا(واہ شیطان کو سوچا شیطان حاظر)اس نے جھٹ دروازہ کھولا

سامنے مہرین تھی بقول اس کے کولڈ فش جانے کیوں وہ جب اسے دیکھتا عجیب ٹھنڈ سی سر دلہر کا احساس جاگتا اسکا چہرہ پر سکون سا تھا ٹھنڈا سا جیسے کسی بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہو اسے،وہ فان لوز ٹراوزر (پلازو) پر آف وائٹ کالر شرٹ نما قمیض جو گھٹنو تک آرہی تھی میں ملبوس تھی ساتھ سر پر چھوٹا سا اسکارف جسے گلے کے اطراف لپیٹا گیا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کارنگ صاف تھاناک قدرے پھیلی ہوئی تھی

بھرے بھرے ہونٹ کل ملا کروہ کافی پرکشش تھی"راستہ؟"اس نے یک لفظی

اجازت طلب کی

داؤدسائیڈپر ہو گیا

مہرین اب اندرامی کے ساتھ گفتگو کررہی تھی

وہ کمرے میں گیاتیار ہو کر وردی پہن کر باہر نکل گیامہرین اوراس کی فیملی ان کے ناکے

صرف پرانے پڑوسی تھے بلکہ اس کی اورمہرین کی مائیں کزنزاوردوپٹہ بدل بہنیں تھیں

وہ ڈیوٹی پر جاتاتو پیچھے ماں کی ٹینشن ناہوتی جانتا تھاسامنے والے بلاک میں توہیں یہ لوگ

ایک ہی اپارٹمنٹ اسکیم میں مقیم ہیں یاتواماں چلی جائیں گی خودیاان لوگوں کوآواز

دے دی جاتی

(ہاں مہرین صحیح ہے امی سے کتنابنتی ہے اس کی مگر صبر داؤدصبر جلدی کیاہے)وہ

سوچ گیا

=×=×=××=×=×=×=×=×=×=×=×=

"کب سے فرح کے نمبر پر سوشل میڈیا پر کالز کر رہی ہوں میسیجز چھوڑیں چھے سات مہینے سے غائب ہے وہ" وہ ردا سے اپنی پرابلم شیئر کر رہی تھی

"فرح کون تمہاری اسکول فرینڈ جو اپنے چچا لوگوں کے ساتھ رہتی تھی؟" یہ بھی اسے مہرین سے ہی پتا چلا تھا

"ہاں وہی"

"یار اس کی شادی ہو گئی تھی نا؟"

"ہاں ان دنوں تمہاری اور بھائی کی بھی شادی تھی میں مشکل سے بس وداع میں گئی تھی وہاں سیپریٹ تقریب تھی تو دولہا کو بھی نا دیکھا تھا

اس کی شادی کے بعد ایک دو بار میسینجر پر سرسری بات ہوئی اور ایک بار اس کے میکے گئی تھی تب بھی الجھی الجھی لگی تھی مگر کچھ بتایا نہیں اس کی شادی کو بھی سال ڈیڑھ سال ہو ہی گیا شاید پچھلے چھ ماہ سے وہ غایب ہے نا کوئی سوشل میڈیا اکاؤنٹ نا کچھ اور ،میں نے اس کے میکے والوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا اس کے سسرال کو پسند نہیں ہے اس لیے ہم سے بھی نہیں ملتی یہ کیا بات ہوئی بھلا"

"بس پھر تم بھی چھوڑو مہرین، گھر بسانا ضروری ہوتا ہے عورت کے لیے, نہیں ملنے دیتے ہونگے فیملی سے "ردا اسے باز رکھنے کو بولی

"ہمم !" یہ گہری ہمم ردا کو سمجھا گئی کے وہ کچھ سوچ رہی ہے

مہرین بحث نہیں کرتی تھی وہ سنتی سب کی تھی مگر کرتی وہی تھی جو اسے صحیح لگتا(اگر گھر والوں سے ملنے سے پابندی ہے تو سوشل میڈیا اکاونٹس دوست احباب سب پر پابندی ہے اور ہے تو ایسا کیوں ہے سم تھنگ از فشی ریئلی ریئلی فشی)

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے؟"

اگلے ہی دن جب داؤد تیار ہوئے ڈیوٹی پر نکل رہا تھا تب ہی مہرین نے اسے سیڑھیوں پر ہی جالیا(یہ امی کو دیکھنے نہیں آئی؟ہاں اس وقت تو اس کا کلینک ہے پر مجھ سے کیا بات کرے گی)

"بولو؟"داؤد نے اس "کولڈ فش "کو بغور دیکھا جو ہلکے نیلے رنگ کے گھیر دار شلوار سوٹ میں ملبوس تھی

وہی ٹھنڈا چہرہ لیے

"بہت ضروری بات ہے،سنان بھائی شام کو آتے ہیں گھر تم بھی تب ہی آجانا"

یہ لوگ نا کے صرف پرانے پڑوسی تھے سیکینڈ کزنز بھی تھے داؤد اور اس کی اسکولنگ بھی ساتھ ہوئی تھی اور سنان مہرین کا دو سال بڑا بھائی اسکا ہم عمر تھا اور جگری یار بھی اس کے باوجود مہرین سے بے تکلفی بچپن میں ہی ختم تھی (پھر کیا بات کرنی ہے اس کو ؟مطلب رشتہ ڈالنا کا تو مجھے سوچنا تھا؟ ہہ کیا معمہ ہے ؟)"ٹھیک ہے دل میں سوچتے آخر ہامی بھر ہی لی

"آنٹی ؟"وہی یک لفظی سوال

"اندر ہیں" وہ جواب پر جانے ہی لگی تھی کے داؤد کے پڑوس کا دروازہ کھولا گیا

اور آنٹی شرافت شریف دانت نکوستی نمودار ہوئیں

"ہائے اللہ زمانہ کتنا خراب ہے تم دروازہ کھولے کھڑے ہو"ان کی جرح پر داؤد تو کھسکنے لگا اور سڑھیاں اترنے لگا جبکے مہرینو ہیں کھڑی تھی

"برا مت ماننا مہرین مگر میں ہوتی ہوں نا خالہ جی واسطے تم کیو آتی ہو زمانہ بہت خراب

ہے آج کل ایسے تمہارا آنا پچ لوگ باتیں کریں گے"

" صحیح کہہ رہی ہے آپ لوگ بہت باتیں کرتے ہیں ابھی کل ہی تو کوئی بتا رہا تھا آپ کے ہسبنڈ کے بارے میں کے شاید آنکھیں خراب ہے کوئی مسئلہ ہے جمادارن کو بھی دیکھ ماشاءاللہ سبحان اللہ کہہ رہے تھے،اپ کو کسی اچھے آنکھوں کے ڈاکٹر کے پاس جانا ہو تو ضرور بتایئے گا،اخر اتنی اچھی بیوی کے ہوتے جمادارن پچ"

وہ اتنے ٹھنڈے میٹھے لہجے میں۔ کہتی آگ سلگا کر اندر چلی گئی انداز ایسا تھا جیسے شہد ٹپکا رہی ہو اور اس سے بڑھ کر کوئی خیر خواہ نا ہو

آنٹی شرافت پھڑک پھڑک گئیں مہرین مسکراہٹ اچھال اندر چلی گئی اسے امبر آنٹی (داؤد کی امی) کی خیر پوچھ کر کلینک پر جانا تھا

نیچے سیڑھیوں پر ان باتیں سنتا داؤد ہنسی ضبط نا کر سکا

)گاڈ کولڈ فش تو بہت ڈینجرس ہے(

=×=×=×=×=×=×=×=×=×=

"یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہوتا فہد صاحب"یہ مینٹیننس سنمبھال نے والے اکمل صاحب

چراغ پا تھے

"میں نے ٹائم پیپ پر ہی تو دی ہے پیمنٹینس" فہد اپنی ہونق پریشان شکل لیے گویا ہوا

۔

"ٹائم پر پیمنٹینس دی ہے بجا پر یہ کونسا طریقہ ہے دنیا میں رہنے کا نا کیسے ملتے ملاتے ہیں نا سلام دعا دوسرا جمادار کو اپنے کہہ دیا کے آپ کا کچرا نا لے نا کوئی پڑوسی آپ کے گھر آئے نا کسی رشتے دار کی آمد پر آپ دروازہ کھولتے ہیں، ارے نہیں ملنا نا ملیں پر یہ جمادار کو کیوں منع کیا ہے آپ نے عجیب سی بو آتی ہے آپ کے فلور سے گزشتہ مہینوں سے "اکمل صاحب جو لتاڑ نا شروع ہوئے رکے نہیں

فہد جو پہلے ہی چڑ چڑا ہو رہا تھا وہ بھی میدان میں کودا پہلے آفس کی بک بک اب یہ دیکھتے دیکھتے معاملہ ہاتھا پائی تک آ پہنچا (یا دوسرے الفاظ میں فہد کی پٹائی تک) بڑی مشکل سے بیچ بچاؤ ہوا

"چھوڑوں گا نہیں پولیس کو بتاؤں گا" ان کی دھمکی پر

فہد سہم سا گیا پھر دوبارہ اوپر چڑھتا گھر آیا حلیہ درست کیا آفس تو جانا ہی تھا

"×=×=×=ارے تو دوپٹہ پہن کر جاتی نا چھت پر اب ایسے تو گھوریں گے ہی" وہ درانتی سے چھالیا کاٹتی اسکی شکایت ہوا میں اڑا گئیں

ردا نے حیرت سے ساس کے رد عمل کو دیکھا ابھی وہ چھت پر کپڑے لٹکانے گئی تھی جب برابر کے گھر کی چھت سے نو عمر لڑکے نے ردا پر پرچی پھینکی اس سے پہلے بھی وہ ایسی اوچھی حرکت کر چکا تھا اسکی ماں شرافت شریف کے ردا کی ساس سے اچھی علیک سلیک تھی ردا نے یہ سوچ کر ساس کو بتایا کے وہ شکایت کرینگے مگر وہ تو اسی کو لتاڑ گئیں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"امی میں دوپٹہ میں ہی تھی" وہ مدھم سا بولی

"مروہ کو تو کبھی نا چھیڑہ؟" انہوں نے تیکھے چتون کئے اسے گھورا

تو وہ پریشان سی مایوسی سے پلٹ گئی

انکا رویہ اس سے اب بلا وجہ ہی خراب رہنے لگا تھا اکثر اسے کسی نا کسی بات پر کھری کھوٹی سنا جاتیں، وہ اکثر سنان کے سامنے بلخصوص ایسے موضوعات نکالتی جس سے وہ یہ ثابت کر سکیں کے ردا کو اس کی پرواہ نہیں یا یہ دیکھا سکیں کے ردا کتنی کم عقل ہے یا

کتنی پھوڑ ہے

اس کی اور سنان کی پسند کی شادی تھی سنان اس کا ٹیوٹر تھا اور بھائی کا دوست وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے مگر کوئی لمبا چوڑا افیئر نا تھا ایک بار اس کا رشتہ آیا تھا تب یہ بہت آپ سیٹ تھی جب سنان نے پوچھا تب اس نے بتایا کے امی اور بھائی شادی کرنا چاہ رہیں ہیں اس دن سنان چپ رہا مگر اگلے کچھ دن بعد امی کو لے کر آ گیا امی سے اس نے مہرین کے ساتھ مل کر کہانی بنائی تھی وہ دونوں اپنی امی کو جانتے تھے، ردا خوبصورت تھی اچھے گھر سے تھی امی کو بھی پسند آئی سب صحیح جا رہا تھا

گڑ بڑ تب سے شروع ہوئی جب وہ ہنی مون سے واپس آئے تھے اور سنان نے اپنے دوستوں اور انکی فیملی کو مدعو کیا تھا

تبھی مذاق مذاق میں کسی کے پوچھنے پر سنان نے بتا دیا کے انکی شادی کیسے ہوئی اور یہ بھی کے محبت کا اظہار ردا نے پہلے کیا

بس اس دن سے سعدیہ بیگم نے ردا سے بیر باندھ لیا جب تک انھے یہ لگا کے ردا سنان کی پسند تھی تب تک وہ ٹھیک تھی مگر یہ انکشاف کے ردا کو بھی سنان پسند تھا ردا کو انکی نظر میں معتوب ٹھرا گیا=×=××=×=××=×=××=×=××=×=××=×

"سر! یہ آج رحیم منزل سے شکایت آئی ہے، بدبو کی" حولدار نے فائل اگے کی۔

"آپ کی بدبو وہاں تک پہنچ گئی" اس نے مصنوعی حیرانی سے طنز کیا

"یار یہ بھی کوئی باتیں ہیں زرا سی ہاتھا پائی پر پولیس اسٹیشن آگئے، اب بندا چور ڈھونڈے یا گھریلو پرابلمز حل کرے، جاو کوئی ایک بندا زرا ڈرا کر آؤ مسٹر بدبو سنگھ کو" وہ لاپرواہی سے فائل دھکیلتے بولا

"ویسے آپس کی بات ہے ملتا ہمیں اتنا ہے نہیں جتنا کام لیا جاتا ہے ہم سے" داؤد کے بولنے پر اس کا ساتھی وسیم اسے دیکھ ہنسا

وہ اس سے نچلے درجے پر تھا پر کماتا فسٹ کلاس تھا

"وہ اس لیے صاحب کے اس معاملے میں آپ موسی ملا جو بن جاتے ہیں" اس کا اشارہ داؤد کے رشوت نا لینے پر تھا بلکہ اس کی بدولت تو ان کا دھندا بھی چوپٹ تھا

"سر جی شرعی پجامہ آپ نہیں پہنتے ہیں نا تو باقی کپڑے کیو پہنتے ہیں؟"

اس کے سوال پر وہ چونکا

"اجی یہ کیا سوال ہوا؟ اب بندا ایک کام نا کرے تو کیا کوئی بھی کام نا کرے"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہی جواب ہے میرا بھی،اب اگر ایک چیز پر عمل کرتا ہوں تو کیا اس سے بھی جاؤں میں،اب آپ میرے اسکول کے میتھ کے ٹیچر کی طرح تیر برسا چکے ہوں تو کام کر لیجے ورنہ یہ مشورہ دوبارہ دینے پر کہیں میں آپ کو بھی ناخالی پر دوں"

اس کے بگڑے تیور پر وسیم گڑبڑایا" جیجیجی سر اچھا سر"کرتا دل ہی دل اسے کوستا بھاگ اٹھا(ہنہہ بھلائی کا زمانہ ہی نہیں ہے،جب سے آیا ہے عذاب کر دیا ہے ناخود کھائے گا نا کھانے دے گا)

=×=×=×=×=×=×=×=×=÷=×=

مہرین نے فائل پر"فہد علی"(مریض کا نام)نگاہ ڈالی پھر سامنے بیٹھے شخص پر(مجھے لگا یہ نہیں آیے گا اس کی شکایت طبیعت کا چڑچڑاپن غائب دماغی ہے مگر اصل معاملہ یقینا ڈپریشن سے آگے کا ہے")اس نے دل میں سوچا

"ہوں تو یہ گھڑی کافی پرانی ہو گئی ہے آپ کی j ٹوٹ بھی رہی ہے چینج کیو نہیں کرتے"

"یہ پرانی نہیں ہے چلتی ہے بب بہت کام کی ہے"وہ ایسے وضاحت دے رہا تھا جیسا

اگر وہ نامانی تو لڑنے پر اترے گا

مہرین نے رویہ نوٹ کیا یہی حال اس کاتب ہوا تھا جب سیشن کے دوران گھبراہٹ میں اس نے والٹ باہر نکالا تھا جس میں عجیب و غریب سے بیکار کاڈز اخبار کے پیسز جمع تھے

"یہ یہ کام کے ہیں" یہ اس کا جواب تھا مہرین نے اسے سارے نکال کر دیکھانے کو کہا جس پر حیل و حجت کے بعد وہ مان گیا

ان میں سے کوئی کارڈ کسی خاص کام کا نا تھا چند ایک کے علاؤہ

اس سیشن میں وہ اعتراف کر گیا تھا کے یہ کارڈز اس نے ایسے ہی جمع کیے تھے

اسے یقین تھا یہ سیشن بیکار نہیں جائے گا

=×=×=×=×=×=×=×=×=

"کمبخت فادی! پھینک دے اپنی ماں کو بھی پھینک دینا ایک دن ماں بیکار لگے گی تو اسے بھی پھینک دینا"""اسنے جوس کا دبا جس میں صرف چند قطرے بچے تھے ڈسٹ بن میں پھینکا شومئی قسمت اسکی ماں یہ منظر دیکھ چکی تھی اور اب اسکی شامت آچکی

تھی

یہ کوئی آج نہیں ہوا تھا یہ جب جب وہ کوئی چیز خراب کرتا یا ادھ استمال کئے پھینک دیتا اسکی ماں یوں ہی شروع ہو جاتی وہ بھی کیا کرتی شوہر کے مرنے کے بعد اب وہ ہی اپنی اور اپنے بیٹے کی کفیل تھی سب رشتے داروں نے منہ پھیرا تو اسنے سلائی کڑھائی کا کام شروع کر دیا شروع کا عرصہ بہت برا گزرا ایک ایک پیسا دانت سے پکڑ کر خرچ کرنا پڑتا اوپر سے بیٹے کو آعلیٰ تعلیم دلانے کا جنوں، پھر معاشرہ جو عورت خصوصا اکیلی عورت کے لئے بڑا ظالم ہے ان سارے عوامل نے مل جل کر انکو سخت گیر بنا دیا اور یہی چیز اسکی تربیت پر بھی اثر انداز ہوئی، وہ شروع سے ہی نہایت کم گو اور لوگو سے کٹ کٹ کر رہنے والا تھا ایک اور چیز جو اسکے اندر جمع تھی وہ ڈر تھا کسی بھی چیز کو کھونے کا ڈر، مگر لاکھوں ماں باپ کی طرح اسکی ماں بھی اسکی ذہنی صحت سے لاپرواہ تھی

=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=

اس کے دوست نہیں تھے اکا دکا اس کی بڑی وجہ تھی وہ ایک واقعہ جس کی وجہ سے وہ دور ہو گیا تھا سب سے اپنے آپ سے اپنی ماں سے ہم عمروں سے

وہ اس وقت چھوٹا تھا جب محلے کے ایک گھر میں سب بچے اپنے اپنے کھلونے لیے کھیلنے گئے تھے اس کی ماں نے بھی اسے پڑوسنکے کہنے پر بھیجا جس نے کہا تھا "پروین ہر وقت پلو سے باندھے رکھتی ہے تو اسے، کھیلنے جانے دیا کر باہر "

"لو میں کہاں روکتی ہوں خود ہی نہیں جاتا پڑھنے والا بچہ ہے میرا " ماں کو تھوڑا فخر ہوا

"اری وہ تو ٹھیک ہے پر تھوڑا ہم عمروں میں جائے گا تو ہوشیار ہو گا دنیا دیکھے گا، ایسے گھر گھسا رہا تو کیسے جیے گا"

پڑوسن کی بات ماں کے دل کو لگی سمجھا بجھا کر اسے کھیلنے بھیجنے لگی دقتیں دنتوا چھے گزرے مگر آج بچوں نے کہہ دیا "دیکھ فادی ٹھیک ہے کھیلنا ہے تو اپنے کھلونے بھی لا "

وہ اگلے ہی دن اپنے کھلونے بھی لے کر گیا تھا مگر۔۔۔۔۔۔۔

"ہاہاہاہا۔۔یہ۔۔کوئی کھلونے ہیں"

وہ سب گھیرا بنائے اس کے کھلونوں پر ہنس رہے

"یہ کھلونے ہیں "انہوں نے اس کے ٹوٹے پھوٹے پرانے کھلونوں کے بیچ اس کے کاغذ اور گتوں سے بنائے خرگوش، پلین، گھر، پنسل پر بنائی گئی گڑیا اور مختلف فالتو

چیزوں سے بنائے گئے مختلف کھلونے تھے جو ایک چھوٹے بچے کی تخلیقی صلاحیت کی نمائندگی کر رہے تھے مگر سامنے بھی چھوٹے بچے ہی تھے جو ان باتوں سے انجان تھے

فادی حیران تھا (اتنے پیارے تو ہیں میرے کھلونے)

اس کی ماں سلائی کڑھائی کر کے پیسے کماتی تھی جو اتنے نہیں ہوتے تھے کے ان میں کھلونوں کی عیاشی کی جائے وہ یہ پیسے ضروریات پر اس کے اسکول کی چیزوں پر خرچ کرنا بہتر سمجھتی تھی

ایسے میں فادی نے خود معصوم سا حل نکالا تھا اپنے مسئلے کا، وہ لوگ اب بھی ہنس رہے تھے

وہ منہ لپیٹ کر گھر چلا گیا

اداسی اس کے وجود میں اتر گئی تھی (ہنہہ ان سے بہتر دیواریں ہیں جو کم سے کم مجھ پر ہنستی تو نہیں ہیں) ننھی آنکھ سے ٹپکے آنسو بھی ننھے ہاتھوں نے خود ہی صاف کرنے تھے ماں کو سلائی کڑھائی کا بڑا آرڈر ملا تھا اور فادی کے پاس بس ایک ماں ہی تو تھی جس سے جتنا ڈر لگتا تھا اتنی ہی محبت تھی، اماں

آنے والی تھی اسے اس کو سب بتانا نھا فادی آنے والے وقت سے انجان تھا

=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×

"فہد علی" کو گئے ہوئے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی آج کے سیشن میں بہت کچھ عیاں ہو گیا تھا گتھی سلجھ رہی تھی (مگر اب بھی کوئی سرا ہے جو میرے ہاتھ نہیں آرہا)

اسے لاسٹ سیشن کے بعد اپنے سینئر سے کی گئی باتیں یاد آئیں

"سر میری سمجھ میں اس کیس کا کوئی سرا نہیں آرہا ہے آپ خود سوچیں کے ایک آدمی جو اس مرض میں مبتلا ہے جو میں سمجھ رہیں ہوں تو اب تک کیسے وہ عام لوگوں کی طرح وہ زندگی گزار رہا تھا، وہ جاب کرتا ہے اچھا خاصہ کماتا ہے، شادی شدہ ہے اب تک کیو کوئی اس جانب متوجہ نا ہوا" وہ الجھی الجھی سی بول رہی تھی

"بات یہ ہے مہرین کے تم بچے لوگ بہت جلدی کا شکار ہو یہ چیز جس کی تم بات کر رہی ہو یہ منسلک ہے بھلا کس سے انسانی دماغ سے جو بنایا ہے جس نے بھلا اللہ رب العزت نے یہ دماغ جو ہیں نا بڑی و کھری چیز اب دیکھو اسی انسانی دماغ کے بنائے نت نئے کمپیوٹر ہم استعمال کرتے ہیں مگر ان کے نت نئے سوفٹو یئر اکثر ہماری سمجھ میں نہیں آتے پھر

یہ معاملہ تو اصل دماغ ہے عطیہ خداوندی کا ہے یہ پورا کا پورا کیسے کوئی سمجھ سکتا ہے
ناممکن بلکل ناممکن اب یہ جو لڑکے کا کیس تم نے بتایا بظاہر یہ ایک انسان کا مسئلہ ہے
درحقیقت اس سے جڑی درجن بھر کہانیاں ہیں یہ جو اس کی ذہنی حالت ہے یہ کسی
ایک وجہ سے نہیں ہے اس میں کئی وجوہات ہے

ہر واقع انسان کے دماغ میں ایک گرہ لگا دیتا ہے،ایک طعنہ ایک گرہ،ایک دھمکی ایک
گرہ،ایک سزا ایک گرہ،ایک تہمت ایک گرہ،ایک الزام ایک گرہ،ایک ادھورہ
خواہش ایک گرہ،ایک کیا ہوا ظلم یا کیا گیا ظلم ایک گرہ یہ جو ذہن میں یادوں اور
ہارمونز کی کھچڑی ہیں نا یہ ہر گرہ پر جال بنتی جاتی ہے جیسے مکڑی بنتی ہے تار عنکبوت اس
جال کو ایسے نہیں سلجھایا جاسکتا نا اس راز کو پورا پایا جاسکتا ہے فوراً فوراً تو نا ممکن
مگر اعتماد سے ہمت سے ہمدردی سے مستقل مزاجی سے یہ گتھی مکمل نا سہی کسی حد تک
سلجھ سکتی ہے تار عنکوبت صاف ہو سکتا ہے مگر اگر تم نے اس لڑکے کا کیس آگے کسی
اور کو تھما دیا تو وہ اس تار عنکوبت میں بال بال جکڑا جائے گا۔"

(آپ نے صحیح کہا تھا سر تار عنکبوت صاف ہو سکتا ہے، مگر ایک تار عنکبوت ہے جو کسی
کے ذہن میں میرے اپنے گھر پر بھی بنا جا رہا ہے)

وہ چیئر پر گھومتی ہیں منہ میں دبائے سوچ گئی

=×=×=×=×=×=×=×====×=×=×=

"سنان"!

"جی امی" وہ آفس جاتے رکا

"تم نے مہرین کو بلکل کھلا چھوڑ رکھا ہے، پہلے اس نے رشتے والیوں کے سامنے جانے سے منع کر دیا یہ کہہ کر کے یہ بکر امنڈی لگائے بغیر بھی شادی ہو ہی جاتی ہے رشتے آسمان پر بنتے ہیں اور اب گھر آئے باقاعدہ رشتوں میں بھی بس ایک نا ہے کیا ساری زندگی یہ کلینک چلائے گی زمانہ خراب ہے بیٹا کون کرے گا اس کی حفاظت "

وہ اسے دفتر جانے سے روکے دل کا حال سنا رہیں تھیں

(اسے حفاظت کی کیا ضرورت امی، وہ تو خود محافظ ہے شیلٹر ہے جو اپنے بھائی کی محافظ ہو اسے بھلا کیا کہنا) وہ دل میں سوچنے لگا

مہرین دو سال چھوٹی تھی مگر سنان کے لیے وہ دوست راز دار راہنما، ہمدرد سب تھی

(مگر آپ کو کیسے سمجھاؤں یہ امی) وہ دل ہی دل سوچنے لگا

"امی میں بات کروں گا اس سے" فلحال ٹالنا ہی مناسب تھا آنکھوں نے ردا کو تلاشا وہ غائب تھی وہ مایوسی چھپاتا آفس کے لیے روانہ ہوا

=×=×=×=×=×=×=×=

وہ لڑکی شاید تیرہ چودہ سال کی تھی بلا کی خوبصورت ہاتھ میں وائپر پکڑے آئی

"صاحب صاف کرالوں نا صاحب" اس کی مسلسل پکار پر اسے دیکھتا داؤد ہوش میں آیا وہ گھر جا رہا تھا روز یہی راستہ وہ روز آتی تھی اس کی ہری آنکھیں داؤد کو دیکھ چمکتی تھی وہ اسے اضافی پیسے جو دیتا تھا وہ جا چکی تھی داؤد کا

دل بوجھل ہو گیا تھا

(شٹ!)

=×=×=×=×=×=×=×=

"امی آپ ریڈی ہیں" داؤد گھر آیا آج مہرین نے اسے بلایا تھا گھر پر کیوں وہ نہیں جانتا تھا مگر وہاں اس نے خود بھی جانا تھا مہرین کے بلاوے سے پہلے ہی وہ امی کو عندیہ دے چکا تھا مہرین کے گھر رشتہ لے جانے کا

)کیا میں راہ فرار اختیار کر رہا ہوں کس سے بھاگ رہا ہوں میں(

اس نے سوچیں جھٹکی اور دماغ بہلانے کو گنگناتا بال سیٹ کرنے لگا

"شاید میری شادی کا خیال۔۔۔"

امی اس کی گنگناہٹیں دیکھ مسرور ہورہیں تھیں

وہ ہکابکا تھی بلکل "لو کیا سوچ کر بلایا تھا کیا ہو گیا"

اس نے سب پر نگاہ دوڑائی (ایسے خوش ہو رہے ہیں جیسے مفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو

،اس ءدیکھو سو کالڈا نسپیکٹر داؤد کرپٹ کہیں کا)مہرین ان کی فیورٹ تھی کل سے

بیسوں بار وہ خواب میں پوتے پوتیاں کھلا چکی تھیں

وہ ہکابکا تھی بلکل "لو کیا سوچ کر بلایا تھا کیا ہو گیا"

اس نے سب پر نگاہ دوڑائی (ایسے خوش ہو رہے ہیں جیسے مفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو

،اس ءدیکھو سو کالڈا نسپیکٹر داؤد کرپٹ کہیں کا)

سب جا چکے تھے وہ امی کو "نا" بول چکی تھی مگر جانتی تھی وہ داود لو گوں

سے سوچنے کا وقت لینگی ،"آنی (داود کی امی) وہ ناراض نہیں ہو نگی کیا؟ میں انکی بیٹی

جیسی ہوں پر داو دا نکا بیٹا ہے" دماغ ماضی میں جا پہنچا جہاں ایک مرد اور عورت تھے

("کتنی بیکار پھوڑ عورت ہو تم کھانا بھی کیسا بناتی ہو تے کرنے کا دل کرتا ہے" مرد چیختا

رہا تھا عورت سن رہی تھی شاید رو بھی رہی تھی "امی ابو ایسے کیو ہے کیو چیختے ہیں" ایک

چھوٹی بچی عورت سے سوال کرتی ہے "مرد ایسے ہی ہوتے ہیں مہر" جواب ننھے ذہن پر

گویا درج سا ہو گیا تھا جیسے)

اب ذہن کے پردے پر منظر بدلتا ہے

(مرد عورت برابر سے لڑ رہے ہیں دونوں ایکدوسرے کو زمیدار ٹھراتے رہتے ہیں

،"امی کیو جھگڑتے ہیں اپ لوگ اتنا؟"نو عمر مہر پھر سوال کرتی ہے "مہر شادی ایسی ہی

ہوتی ہے" یہ جوابات اب بھی مہر کے ذہن پر کہیں نا کہیں نقش تھے) ذہن کے

پردے پر ایسے ہی کئی منظر اتے جاتے ہیں کے جب تک ابو حیات تھے امی اور ان کے

ایسے ہی تعلقات رہے تھے جو اس کے ذہن پر نقش تھے امی ابو سے متنفر تھیں کہیں

کہیں حق بجانب بھی تھیں، وہ سخت گیر ہو چکی تھیں اسے یاد تھا وہ کبھی چوٹ لگا کر اتی

تو وہ کچھ نہیں ہے کہہ کر ٹالتیں ان کا خیال تھا لڑکیوں کو لاڈ سے نہیں پالنا چاہیے اگے جا

کر رونا پڑتا ہے "اے لو بٹیا تم میرے پاس او، اگے جا کر روئے یا نہیں ابھی تو خوشی سے

جینے دو اسے "انی لپک کر اغوش میں بھر لیتیں (کتنی عادت ہے مجھے اپ کی انی کہیں یہ نئے رشتے میری انی نا چھین لے مجھ سے)اس نے انسو جھٹکے

تبھی سنان چلا ایا "کیا کر رہی ہے میری گڑیا؟" وہ پچکار کر بولا

"کیا سوچا ہے مہر؟ داود اچھا لڑکا ہے دیکھا بھالا ہے، سالا رے لمبی چوڑی نا سہی گزارا ہو سکتا ہے مل جل کر کروگے تو اور بھی اچھا ہوگا" وہ سمجھاتا بولا مہر مہر بالب سن رہی تھی

"تمہاری آنی سے کتنی اچھی ذہنی ہم آہنگی ہے بالکل ماں کی طرح چاہتی ہیں"

"یہی مسئلہ ہے، اگر وہ ساس بن گئی تو؟ پھر کیا ہوگا؟"

"مہر، سب ساسیں بری نہیں امی بھی تو ساس ہیں انہیں ہی دیکھلو"

"اسینلیے تو پریشان ہوں بھائی" جواب سنان کو چونکا گیا

(کیا امی کی وجہ سے ردا دن بہ دن عجیب سی کم اعتماد ہو رہی ہے)

"میں آپ کوئی سوچ سمجھ کر جواب دونگی" وہ سنان کو بہت کچھ سوچنے کا دے کر چلی گئی)

=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×

"شرط لگالیں وہ نہیں آئے گی" وہ صبح تیار کھڑا تھا جب اماں نے صبح کی چائے پینے سے انکار کر دیا" بھئی پتا تو ہے میری مہر آئے گی تو اسی کے ساتھ پیوں گی، روز میرے ساتھ چائے پیتی ہے پھر جاتی ہے"

"آج نہیں آئے گی، لگی شرط؟ کوئی بھی لڑکی اگلے ہی دن اس گھر میں نہیں آتی جہاں اس نے رشتے سے انکار کیا ہو"

"ابھی انکار کیا کہاں ہے اس نے سوچ کر جواب دیں گے" وہ ابھی پر امید تھیں

"اماں ہر وقت کا آنا جانا ہے کونسا کوئی نیا بندا ہوں ان کے لیے، مہر کا چہرہ دیکھا تھا انکار ہی سمجھیے"

اس کے ایسے کہنے پر وہ چپ ہو گئیں (ہاں وہ منع تو پہلے رشتوں کو بھی ایسے ہی کرتی ہے پر میرے گھر پر کیا اعتراض؟)

"اچھا چھوڑو ایک رشتہ نا بننے پر دوسرا نہیں ٹوٹے گا داؤ دیا در کھنا اور شرط لگی آئے گی مہر ہارنے والا کھانا بنائے گا دو دن, بولو منظور؟"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ریڈی رہیے گا کھانا بنانے کو" وہ ہنسا اور انہیں دائیں طرف سے گلے لگا کر اللہ حافظ کرتا باہر چلتا بنا

=×=×=×=×=×=×=×=×=×

"جاؤں یا نہیں اس فلور تک آ گئی ہوں تو چلی ہی جاتی ہوں" وہ آگے بڑھی "نہیں مہر, بعد میں داؤد ہو گا چیخ نا ہو جائے" وہ پلٹی اور سیڑھیاں اترنے لگی

تبھی پیچھے سے داؤد کی آواز آئی "رکو مہرین۔۔۔"!

اس کی بھاری آواز پر مہرین کے قدم رکے۔۔۔

"تم نے میرے رشتے سے انکار کیو کیا۔۔۔؟؟ "

وہ سخت لہجے کہتا قدم بڑھاتا اس کی طرف بڑھا وہ اب اس کے بلکل سامنے آ گیا تھا۔۔۔ آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کوئی اور لڑکی ہوتی تو کڑے تیور دیکھتے گھبراتی مگر وہ مہرین احسان تھی "کولڈ فش" ویسے کے ویسے اتنے ہی کڑے تیور سے اسے گھورنے لگی وہ مزید آگے بڑھا۔۔۔۔

"تمہیں کیا لگا میں تمہیں ایسے ہی چھوڑ دوں گا تم نے میری انا کو زک پہنچائی ہے۔۔۔"

اس کا لہجہ مزید سخت ہوا مہرین احسان کے قدم زرا لرزے۔۔۔اس کے چہرے پر حیرانگی اور تشویش رقم ہوگئی۔۔۔۔وہ مزید گویا ہوا۔۔۔

"اگر تم نے مجھ سے شادی نا کی مہر۔۔۔"وہ کہتا آگے ہوا زرا سا جھک کر سرگوشیانا بولا۔۔۔۔

"تو میں کسی اور سے کرلوں گا۔۔۔!!!"مزے سے کہتا پیچھے ہٹا۔۔۔۔

"یار تم کیا سمجھی تھی میں کیا کہوں گا۔۔۔کم آن یار اٹس 2020،انسپیکٹر داؤد ہوں دیسی گجر فلم کا ہیرو نہیں"

وہ اس کی ہونق شکل دیکھ مزے سے بولا مہرین گھورتی آگے بڑھی (عجیب پاگل آدمی ابھی کب انکار پہنچا)وہ سوچتی واپس مڑی وہ اب نیچے کی جانب بڑھ رہا تھا

"رکو!"وہ واپس اس کے سامنے آیا

"بولو"

"ابھی انکار کب ہوا؟"

"کم ان اب جیسے یہ ہم سمجھے نہیں،بائے داوے اٹس یور لوس"وہ پھر مزاح کے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پیرائے میں بولا

"ویسے اچھا لگا تم آج بھی امی سے ملنے آئی وہ انتظار کر رہی تھیں

مہرین کو اس کے ایسے عام سے روزمرہ کے انداز پر تعجب ہوا، اسے تین سال پہلے کا داؤد یاد آیا جو ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتا تھا

وہ سب جا چکا تھا مہرین سر کھٹکتی انی کے گھر چلی

=×=×==×=×=×=×=×=×=×=×=

وہ ان کے ساتھ چائے پی کر اٹھ رہی تھی وہ بھی بیٹے کی طرح روزمرہ کے انداز سے گفتگو کر رہیں تھیں

"آپ ناراض نہیں ہیں انی!" وہ اب خود کو روک نا سکی

"کیو بھئی کچن میں چائے بناتے برتن تو نہیں توڑ دیا تم نے" وہ چونک کر بولیں

"بنے مت آنی جانتی ہوں آپ سب سمجھتی ہیں" وہ روٹھی

"ہمم، مہر رشتے آسمان پر بنتے ہیں نصیب تمہارا ہو گا تو کوئی بھی تمہیں یہاں بسنے سے نا روک پائے گا، اب اس بات پر اپنا رشتہ کیو خراب کروں" ان کا پیار بھرا لہجہ اس کے

دل کو چھو گیا

"مگر بیٹی سمجھ کر اتنا کہوں گی دوسروں کو ساتھ ہونے والے معاملات پر اپنی زندگی کے فیصلے نہیں کرتے بچے، کبھی کبھی رسک لینا اچھا ہوتا ہے" وہ بات سمجھ کر گہری سانس لیتی اٹھی

پھر خدا حافظ کہتی چل دی

=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=

وہ آج اسے اس بیماری کی تفصیلات سے آگاہ کر رہی تھی جس کا وہ اصل شکار تھا

اسے سائیکو تھریپی کی ضرورت تھی اور یہ اس کا پہلا اسٹیپ تھا مگر وہ انتہائی دل برداشتہ تھا وہ سننا ہی نہیں چاہتا تھا

"یہ یہ کیا بات ہوئی اتنے اتنے پیسے بس وہ وہ بھی عجیب بب باتوں کے لیے میرا کام میں دل نن نہیں ل للگتا کک کو لیگ نے کہا یہاں دیکھاؤ

آپ نے ذہنی بب بیمار سمجھ رکھا ہے مجھے جو ہننہ" وہ سخت نالاں تھا مہرین کو بڑی مشکل لگی سمجھانے میں اس کی بیماری اس اسٹیج پر تھی جس۔میں وہ یہ ماننے پر تیار نا تھا

کے یہ عادات عام سے ہٹ کر ہیں اور جب تک وہ یہ ہی نامانتا

اس کا علاج ممکن نا تھا

"میں نے کوشش کی ہے پوری لیٹس سی کے وہ آتے ہیں یا نہیں"

اس نے اپنے سینئر سے ڈسکس کرتے انہیں بتایا

=×=×=×=÷=×=×==×=×=×=×=×

وہ عورت زمین پر پڑی تھی آس پاس کچرے کا ڈھیر تھا جانے اسکی عمر کیا تھی مگر اس کی

حالت نہایت خستہ حال تھی،اسکی ایک ٹانگ پر کسی نے جیسے تیسے کر کے پٹی باندھی

ہوئی تھی بستر پر پڑے پڑے اسکی پیٹھ سے نیچے کی جگہ پر پھوڑے پھنسیاں پڑ گئیں تھی

دفعتاً باہر کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر آیا عمر کوئی 28 کے

قریب ہو گی اسکا حلیہ بھی عجیب تھا میلی سی شرٹ جسکے کالر بھی مڑے ترے تھے

شرٹ کچھ باہر کو نکلی کچھ اندر پینٹ میں اڑسی ہوئی تھی،بکھرے بال،ہوائیاں اڑا چہرہ

آنکھوں کے نیچے حاشیے

وہ اپنا آفس بیگ زمین پر پھینک کر باورچی خانے کی طرف گیا جسکی حالت اور بھی ابتر

تھی اسنے ہاتھ بڑھا کر فریج کھولا اور ایک پانی کی بوتل نکالی اور کھول کر منہ لگا کر کھڑے کھڑے خالی کر دی پھر زور سے برتنوں سے بھرے سنک میں پھینک دی اسی طرح بازار سے لایا ہوا کھانا نکالا گیا اور اسکے خالی دبے بھی کوڑادان کی جگہ کمرے کی نذر ہوئے اب وہ بیڈروم کی طرف بڑھ گیا جسکی حالت بھی ابتر تھی بیڈ کے پاس زمین پڑ وہ بدحال سی عورت پڑی تھی "یہ گر کیسے گئیں میں میں تو اوپر بٹھا کر کر گیا تھا" وہ اسے دیکھ کے پریشان ہوا تھا اسکے بولنے کا طریقہ بڑا الجھا الجھا سا تھا بار بار کچھ لفظ دہراتا تھا، وہ اب اٹھا کر اس ہڈیوں کے پنجر جیسی عورت کو بیڈ پر ڈال رہا تھا اسکا انداز لاپرواہ اور جان چھڑانے والا تھا

وہ عورت درد سے رو پڑی "اب اب رو کیوں رہی ہو ہو کیو کیو اتری تھی" "پہلے ہی اتنا الجھا اتنا الجھا ہوا ہوں۔۔۔۔۔۔وہ پپ پاگل سا سائیکٹرسٹ عجیب باتیں کرتی ہے ،بب بلڈنگ والے بھی عع عجیب ہیں

۔۔۔۔۔۔،وہ باس ہے نا باس بہت ڈانٹا کہتا ہے ہے کے کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔بدحال ہوں بدحال ہوں ہوں کہتا کہتا ہے فہد صاحب آپ سے کام کم نہیں ہوتا ایسا ایسا تو کیا کروں کروں کیا" وہ اٹک اٹک کر حسب عادت لفظ دہراتا بولا یہ چیز گزرے چند مھینو

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ں میں بڑھی تھی اسے پہلے وہ صرف کم گو اور کم عتماد تھا کبھی کبھی گھبراہٹ میں ایک

آدھ لفظ ادھر ادھر ہو جاتا تو ہو جاتا تھا یہ چیز اب اسکی نوکری پر بھی اثر انداز ہو رہی تھی

وہ عورت اب بھی پھوڑوں سے اٹھتے درد سے بلبلا رہی تھی پر وہ فہد نامی مرد اسے

بیزاری سے دیکھتا باہر چلا گیا،اسے بوس کی طرف سے ڈیڈ لائن ملی تھی کل پولیس کا

ایک سپاہی بھی جھاڑ پلا کر گیا تھا

=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=

وہ کسی کیس کے سلسلے میں باہر تھا جب مہرین کی کال موصول ہوئی

"خیریت مہر؟"

"گھر کے پاس والے کیفے میں مل سکتے ہو؟"

"کیو؟" وہ جانتا تھا مہر ایسی ویسی لڑکی۔ نہیں ہے

"مل کر سب بتا دوں گی"

=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×===×××=×

وہ کیفے میں وقت پر پہنچ گئی تھی داؤد ہنوز غائب تھا

کافی دیر بعد آیا

"کیسے یاد کیا" وہ ڈائیریکٹ مدے پر آیا

"میری ایک دوست ہے فرح" مہرین نے اسے اپنی دوست کی شادی اور اس کے بعد اس کے غائب ہونے سے لے کر سب اس کے گوش گزار دیا

"ڈیٹس نارمل بیت جگہ ایسا ہوتا ہے کے ملنے نہیں دیتے گھر والوں سے" وہ عام سے انداز سے بولا "تم کیا چاہتی ہو؟ دیکھو مہر سمپل سی بات ہے تمہیں لڑکی کا سسرال کہاں ہے یہ بھی نہیں پتا فیملی اس کی کوآپریٹ نہیں کر رہی، ایسے میں اگر تم تن تنہا کوئی ایکشن لیتی ہو تو یہ بھی ہو سکتا ہے جو تم سوچ رہی ہو ویسا کچھ نا ہو اور بعد میں تمہاری دوست ہی تم سے بد ظن ہو جائے اس کی میرڈ لائف ڈسٹرب ہو، تم اس کی فیملی میں سے کسی بلڈر ریلیٹو کو کنوینس کرو میں اس۔ کے بعد ہی مدد کر سکتا ہوں"

وہ بڑے رسان سے سمجھا رہا تھا

مہرین نے یک ٹک اسے دیکھا تین سال پہلے وہ اپنی کسی اور دوست کے مسئلے کو لے کر اس کے پاس آئی تھی تب وہ نیا نیا جاب پر لگا تھا

داؤد کا انکار تب بھی نا تھا مگر انداز میں فرق تھا "ایسے ہی تو نہیں وہ لڑکی کو تنگ کر رہا کچھ تو ہو گا"

تب مہرین دل برداشتہ ہو کر خود اس دوست کے ساتھ سائیبر کرائم سے کونٹیکٹ کر کے معاملہ حل کیا تھا تب بھی داؤد نے اسے ڈانٹا تھا "پرائی آگ میں نہیں کودتے مہر" یہ اس کے اور سنان کے الفاظ تھے

ان دونوں کو ہی یک بیک وہ واقعہ یاد آیا

"تم کافی چینج ہو گئے ہو" اس کی بات سمجھ کر وہ مسکرایا

"تب فیلڈ میں نیا تھا بس ایک ہی رخ دیکھتا تھا، مگر اب بھی میں تمہیں آگ میں کودنے نہیں دوں گا مہر"

"وجہ"

"تم میرے خاندان کی عورت ہو میری پڑوسی، میں حافظ ہوں ملک کا اپنے قریب کے لوگوں کو نا بچا سکوں تو کیا فایدہ"

واپسی میں داؤد نے ہی اسے چھوڑا

"ایک بات پوچھوں تم سے داؤد, وائے ہو خوش می"

"میں یہ نہیں کہوں گا تم سے محبت ہے پر شاید میں تمہیں پسند کرتا ہوں میں گھر بنانا چاہتا ہوں مہر اور۔ کہیں نا کہیں اس معاملے پر جب سوچتا ہوں سوئی تم پر اٹکتی ہے آئی ڈونٹ نو وائے، بٹ آئی تھنک ہم اچھی زندگی گزار سکتے ہیں، ہم دونوں پریکٹیکل ہے ایک دوسرے کو تھوڑا بہت جانتے ہیں، کماتے بھی ہیں ابھی زندگی گزار سکتے ہیں"

وہ اس کی بات پر گم سم ہو گئی

"اوکے گڈ بائے تھینکس فار ٹوڈے، میں سب کل جاونگی شاید اس میکے والوں سے کچھ پتا چلے" وہ کہتی سنبھلتی اتری

)داؤد اتنا بھی برا نہیں ہے, آنی سے بہتر ساس کہاں مل سکتی ہیں(

اس کا دماغ اس نہج پر سوچ رہا تھا

=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=

داردا!" وہ کب سے پکار رہا تھا جب کے وہ ہاتھ میں کپڑے پکڑے گم کھڑی تھی

"کیا بت بنی ہو یار کب سے آوازیں دے رہا ہوں" وہ اب اسے ہلکا سا جھنجھوڑتے چڑ کر

بولا

"ہاں۔۔۔کیا۔۔۔۔جی؟" وہ بے ربط ساچو نکتی پوچھنے لگی

"ایسے کیو کھڑی ہو یار کیا ہوتا جارہا ہے تمھیں؟"

"کچھ نہیں کچھ بھی نہیں آپ بتائیں کوئی کام تھا"۔وہ اب بھی غائب دماغ تھی

"یہ شرٹ جو تمھارے ہاتھ میں ہیں یہ چاہیے تھی"۔وہ تحمل سے بولا تو ردا نے

شرمندہ سی شرٹ پکڑا دی

"کیا بات ہے ردا کیو ہوا تنی پریشان؟،ناراض ہو؟,دروازے پر چھوڑنے نہیں آتیں

آفس پہلے خود لنچ دینے آتیں تھی اب وہ بھی نہیں آتیں کیا ہوا ہے"۔؟وہ اس کے ہاتھ

تھامے محبت سے پوچھ رہا تھا

"سنان دروازے کھلا ہے" وہ چڑتی ہاتھ چھڑائی

"ہاہاہا۔۔۔ارے تو یہ تو ہمارا کمرہ ہے نا اور ویسے بھی ہاتھ تو پکڑا ہے شادی شدہ ہیں ہم"

۔

"آپ کا کیا ہے سب میرے ہی کھاتے میں ہو گا آپ تو بس۔۔۔"

وہ کہتی سر جھٹک گئی

سعدیہ خاتون کی ہر وقت کی تنقید اور کردار کشی نے ردا کا اعتماد اسکی خوشیاں نچوڑ لی تھی اس کے اور سنان کے رشتے کا حسن کھالیا تھا اب تو وہ ڈائننگ پر بھی سنان کے برابر نا بیٹھتی کیو سعدیہ بیگم سنان کے جاتے ہی فضیدہ شروع کر دیتیں وہ بیچاری چاہے کتنا پھونک پھونک کر قدم اٹھائے وہ نا بخشتیں۔

ردا سنان کو یہ سب بتانے کا سوچتی پھر وہی سعدیہ خاتون کی بات کانوں میں گونجتی "اظہار کرنے والی عورت مشکوک اور بد کردار ہے اور تم نے تو پہل کی اظہار کرنے میں تمہیں کیا لگتا ہے تمہاری کوئی عزت ہے یہ تو بس شیطان کا بہکاوہ تھا جو اس نے تم سے شادی کی، کسی بھی غلطی پر چلتا کرے گا" اور یہی چیز ردا کو کچھ بھی بولنے سے روکتی اس سے اس کے اور سنان کے رشتے میں ہلکی ہلکی دراڑیں پڑ رہی تھیں

ابھی بھی ردا کی حرکت اور باتوں پر وہ پریشان ہو گیا(صحیح کہہ رہی تھی مہر، ردا کو امی کی باتیں ڈسٹرب کر رہی ہیں)

اس کا بھی زہنی سکون تباہ تھا اسکی جان چھڑکنے والی بیوی جان چھڑانے لگی تھی جس سے وہ بیحد پریشان تھا اپنے منفی رویے سے سعدیہ خاتون اپنے بیٹے کو بھی نقصان پہنچا

رہی تھیں مگر صد افسوس کے بے خبر تھی اپنے خیال میں تو وہ صحیح کو صحیح، غلط کو غلط کہہ رہیں تھی یہی گمان اور احساس برتری انسان کو لے ڈوبتا ہے

=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=

وہ آج کے پورے دن کو سوچنے لگی تبھی داؤد کی باتیں یاد آئی مسکراہٹ نے لبوں کا احاطہ کر لیا۔

اسے اچانک فرح کا معاملہ یاد آیا وہ اس کے چچا کی فیملی سے کئی بار رابطہ کر چکی تھی مگر بے سود رہا تھا

وہ لوگ لوئر مڈل کلاس سے تھے فرح ان کے اسکول میں بھی تب تک پڑھی تھی جب تک اس کے والد حیات تھے پھر ان کی وفات کے بعد چچا نے انہیں دوسرے اسکول میں داخلہ دلوا دیا تھا فرح کو اور اس کے چھوٹے بھائی ذیشان کو انہوں نے اپنے بچوں کی طرح ہی رکھا تھا(یہ معاملہ ان کی اپنی بیٹی کا ہوتا وہ تب بھی یہی کرتے، زیشان ملک سے باہر تھا فرح کی شادی سے پہلے ہی شادی پر بھی نا آسکا تھا ذیشان سے رابطہ کروں شاید اسے فرق پڑے)

اس نے فرح کی آئی ڈی کھول کر فرینڈ لسٹ چیک کی اور ذیشان کے نام پر کلک کیا

(لیٹس سی کیا ریپلائے آتا ہے)

=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×

"امی آپ ردا کے ساتھ بہت غلط کر رہی ہیں" وہ جو آج صبح سے گھر پر تھی ماں کا ردا کے ساتھ سلوک دیکھ کر بہت نالاں ہوئی

وہ ردا کے ہر کام میں میم میخ نکالتی تھی ہر چیز پر برا بھلا کہتیں یہاں تک کے اکثر دبے دبے لفظوں میں اسکے کردار تک پر بولتیں

"تمہیں نہیں پتا کیسی ہے میرے سنان کو بھی پھانسے بیٹھی ہے" انہوں نے زہر اگلا

"خدا کو مانے امی بھائی اور ردا پسند کرتے تھے ایک دوسرے کو انہوں نے جائز طریقہ اختیار کیا، اور جب بھائی نے آپ کو پسند بتائی تھی تب آپ خوش تھیں اب اگر ردا کی طرف کی بات ہوئی تو وہ کیوں آپ کو غلط لگی میں یہ ضرور کہوں گی جو ردا نے کیا وہ بیوقوفی تھی کوئی اس بات کا غلط فائدہ بھی اٹھا سکتا تھا مگر اس میں بھی ہمارے معاشرے کی غلطی زیادہ ہے ہم اپنی بیٹی کی رضامندی پوچھنے کو انا پر ضرب سمجھتے ہیں جب کے یہ تو

مذہب میں مسنون قرار دیا گیا ہے" مہرین بولی تو بولتی چلی گئی

"حد ہو گئی مہرین تم ایک بد کردار لڑکی کے لئے ماں سے الجھ رہی ہو، یہ ساتھ والو کے لڑکے پر الزام لگا رہی تھی حالاں کے غلطی اسی کی ہو گی ایسے ہی تو کوئی لڑکا نہیں چھیڑ تا کسی کو، لڑکی میں خود ہی جھول ہوتا ہے"

انہوں نے زہر اگلا

مہرین نے سامنے پریشان دھواں دھواں چہرہ لئے کھڑی رداا ور سرخ چہرہ کے ساتھ کھڑے سنان کو دیکھا جانے کب سے وہ یہ گل افشانی سن رہے تھے

"مہرین تم باہر جاؤ بیٹا پلیز اور ردا کو بھی دیکھلو" سنان نے اسے مخاطب کیا تو وہ سمجھتی سر ہلاتی ردا کے پیچھے گئی جو پہلے ہی روتی جا چکی تھی

"اگر کوئی کسی کو چھیڑ تا ہے تو اسکا مطلب وہ شخص بد کردار ہوتا ہے جسکو چھیڑا جائے
"

سنان بڑی سنجیدگی سے سوال کر رہا تھا

"دیکھو سنان کوئی جھول اپنے میں ہی۔۔" ابھی وہ اتنا ہی بولیں تھی کے سنان نے بات

کاٹ دی"اسکا مطلب میں بھی بد کردار ہوا نا جب جب اس چوکیدار نے مجھسے بدتمیزی کی کوشش کی تو غلطی میری ہی تھی نا"

وہ ٹوٹے ہوے لہجے میں ماں پر وہ عیاں کر گیا جو خود سے چھپایا تھا

"آپ کو پتا ہے اگر اس دن وہ ننھی پری نا آتی تو۔۔۔تو شاید میں گھر ہی نا آتا کبھی، وہ بچی مجھ سے چھوٹی تھی اس نے جب مجھے وہاں سے لیجاتے دیکھا تو مجھے بچانے آئی وہ گھٹیا شخص اسے بھی پکڑتا پر وہ اس کی کلائی پر کاٹ کر بھاگی اور جانے کس طرح ہمارے ٹیچر کو بلا کر لائی"

"وہ اونچا لمبا مرد ماں کے قدموں میں بیٹھا رندھی ہوئی آواز میں بولا اسکے چہرے سے اندازہ کیا جاسکتا کے ماضی کا یہ واقعہ کتنا تکلیف دہ تھا اسکے لئے جب کہ اسکے انکشاف نے سعدیہ بیگم کو سن کر دیا

"اس دن بچ جانے کے بعد بھی میرا جی کیا مر جاؤں لیکن آپ کو پتا ہے کے میرے سر جنھیں وہ پری لائی تھی اور مجھے بچایا تھا انہوں نے مجھے کیا کہا" وہ بچوں سی معصومیت سے بولا "انہوں نے مجھے بتایا کہ عزت میری نہیں خراب ہوئی اس حیوان کی ہوئی ہے میں بے قصور ہوں وہ قصوروار ہے ظلم میں نے نہیں اسنے کیا ہے آپ کو پتا ہے انکی

بات نے مجھ میں اعتماد دلایا حوصلہ دیا اگر وہ یہ کہتے کے تمہیں یہ نہیں کرنا تھا وہ نہیں کرنا تھا تو شاید اپکا بیٹا زندہ نا رہتا، امی ردا بھی تو انسان ہے نا چلیں فرض کیجیے کے ٹھیک ہے نہیں تھا اسکا لباس ٹھیک پر کیا اسکے بعد کسی کو حق ہے کے چھیڑے اسے؟، اس واقعہ کے بعد جو میں نے سیکھا نا امی وہ فرق تھا خود پر ظلم کرنے اور دوسرے کے ساتھ ظلم کرنے کا

آپ کو نہیں پتا پر وہ ننھی پری مجھے ساتھ ساتھ رہتی راتوں کو اٹھتا تو تھپکتی لوگوں کے بھائی محافظ ہوتے ہیں مگر میری محافظ میری بہن تھی میری ننھی بہن" اس کا انکشاف سعدیہ بیگم کو ہلا گیا

"تم دونوں نے بتایا کیو نہیں مجھے سنان"

"کیا بتاتا آپ کے پاس آیا تھا روتے ہوئے آپ مصروف تھی دادو کا کھانا بنانے میں آپ نے بھیج دیا واپس کہہ کر لڑکے روتے نہیں ہیں, امی قصور آپ کا نہیں تھا آپ کے ارد گرد کے ماحول کا تھا، اپ جانتی ہے میں اور مہر آپ کے سمجھانے دادو کے لاڈ اٹھانے پر ان کے پاس کیو نہیں جاتے تھے اس لیے کے وہ ہمیں آپ کی دشمن لگتی تھیں کوئی اولاد ماں کے ساتھ بد سلوکی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتی", میں نہیں چاہتا

کے کل کو میرے بچے آپ سے بغض رکھیں"

انھے آبدیدہ دیکھ کر وہ چپ ہو گیا اور انکی گود میں سر رکھا جب کہ ردا جو مہرین کے روکنے کے باوجود اپنی صفائی دینے آئی تھی سنان کو اپنے حق میں وکالت کرتا دیکھ واپس پلٹ گئی اسکا شرمندہ ساس کو مزید شرمندہ کرنے کا کوئی ارادہ نا تھا سنان۔ آیت نکلا تو ردا کے پیچھے آئی آنسو پوچھتی مہر کو دیکھ ٹھٹھک گیا

جو راز ان دونوں نے ایک دوسرے تک سے چھپا رکھا تھا وہ عیاں ہو گیا تھا، سنان کو اپنا آپ کمتر لگ (کیسا بھائی ہوں میں میری بہن نے میری حفاظت کی تھی جبکے یہ میرا فرض تھا، میری بہن ب ماں کیا سمجھ رہیں ہوں گی مجھے، شکر ردا نہیں تھی یہاں) ردا پہلے ہی جا چکی تھی وہ اسے نا دیکھ سکا تھا

اس کی تکلیف چہرے پر عیاں تھی، مہرین آگے بڑھی اور گلے سے لگ گئی "آپ بہترین بھائی ہیں بھائی سچے مرد، سچا مرد مان دیتا ہے خوف نہیں آپ سے ہمیشہ مان ملا اعتماد ملا ہے مجھے" وہ پر اثر لہجے میں کہتی بھائی کا مان بڑھا گئی

=×=×=×=×=×=×=×=×==

وہ کمرے میں آیا تو ردا بلکل روزمرہ کے عام سے انداز میں اپنی اسکن کیئر روٹین میں مصروف تھی

"رداتم کچھ پوچھو گی نہیں،امی سے کیا بات ہوئی تھی"

"سنان آپ اور مہر میرے لیے کھڑے ہوئے یہی بڑی بات تھی،انٹی سے بدتمیزی کرنا میں خود بھی نہیں چاہتی" وہ اسے مطمئن کر گئی وہ سربراہ تھا محافظ تھا اسکا اعتماد ضروری تھا

سنان بھی مطمئن ہو گیا(یہ شریف انکل کی اولاد کو تو نہیں چھوڑوں گا میں)وہ دل ہی دل تہیہ کرتا سونے لیٹ گیا

=×=×=×××=×=×=×=×=×=

وہ دو دن سے گھر پر کھانا بنا رہا تھا جب امی نے اطلاع دی"مہر نے ہاں کر دی"

اب ہفتے میں ہی ان کا نکاح تھا

آج وہ اسے شاپنگ پر لے کر جا رہا تھا

وہ جیپ سے ٹیک لگائے کھڑا تھا جب وہ باہر آئی ہلکی گلابی پرنٹڈ لمبی فراک جو اسکے

ٹخنوں سے کچھ اوپر تھی پر فان رنگ کا سکارف لپیٹے اچھی لگ رہی تھی

وہ جیپ دیکھ کر بدمزہ ہوئی تھی، جب وہ اسکے لئے آگے کا دروازہ کھول کر اپنی جگہ سمبھالنے لگا

"سیدھا ڈیوٹی سے آرہا ہوں اب گھر سے گاڑی لانے کا وقت نہی تھا"

اسکی وضاحت پر اسنے دیکھا وہ یونیفارم میں ہی تھا چہرے سے تھکاوٹ ظاہر تھی

"تھکے ہوئے لگ رہو بہتر ہے گھر چلیں پھر کبھی شاپنگ کر لینگے ابھی ویسے بھی دن ہیں"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اسکے خیال سے بولی

"اگر تمہیں اتنی ہی جلدی ہے تو مجھے کوئی مسلہ نہیں چلو گھر چلتے ہیں" وہ اسکی بات کو دوسرا رخ دیتا معنی خیزی سے گویا ہوا

وہ جھینپ گئی

*_** _** _** _** __

کوئی تیسری شاپ تھی جسسے وہ جھنجھلائے نکلے تھے جو مہر کو پسند آتا وہ داؤد کو نا بھاتا

"نہایت بکواس رنگ ہے یہ" وہ ہلکے گرے رنگ کا سوٹ دیکھ رہی تھی کے داؤد نے ہینگر آگے بڑھا دیا

"پھر آپ ہی کوئی بتا دیجے" آخر مہر نے ہی ہتھیار ڈالے

"یہ دیکھو" داؤد نے خوبصورت اسٹائلش سا کھلتا ہوا ریڈ سوٹ دکھایا

"ہمم اچھا ہے پر یہ رنگ تھوڑا زیادہ۔۔ نہیں ٹھیک ہے اچھا ہے" وہ کچھ اعتراض کرتے رک گئی اور ہار مان لی

اس کے بعد کی ساری شاپنگ داور کی مرضی سے ہی ہوئی مہر کی دل چسپی ختم ہو چکی تھی اسکے اس رویے پر داؤد نے خود خیال کرتے مروہ کی پسند سے بھی کچھ چیزیں لے ہی لیں

اب وہ جینٹس سیکشن کی طرف بڑھ گئے اب اصل امتحان داؤد کا شروع ہوا فیمیل سیکشن میں لاتعلقی برتی مہراب پورے اعتماد کے ساتھ اس کے لیئے خریداری کر رہی تھی ایک دو بار داور نے دخل اندازی کی کوشش کی تو اس نے ٹکا سا جواب جڑ دیا: "تم میرے شوہر بنے والے ہو تو دیکھنے کا حق بھی میرا ہے مجھے ہی پسند نا آئے کپڑے تو کیا

فائزہ" وہ بڑے پیار سے اسے چپ کرا گئی (کولڈ فش میرا جملہ مجھے پر) وہ دل ہی دل سوچتا مسکرایا اسے مہر کا انداز اچھا لگا تھا

بلآخر دونوں نے بقیہ چیزے بعد میں لینے کا سوچیں اور واپسی کا قصد کیا

"یہ پے منٹ کا بھوت اتار کر رکھو اپنا میں زندہ ہوں فلحال" داؤد نے کاؤنٹر پر پوہنچنے سے پہلے ہی اسے یقین دہانی کرائی

"یہ شادی کی شاپنگ ظاہر ہے تم پے کرنا نکاح کے جوڑے وغیرہ کے لیے باقی جو تین ڈریس ہے وہ میں ہے کروں گی"

"نووے میں مر دوں گا"

"نکاح کے بعد ابھی بس نکاح کا جوڑا پلیز"

آخر وہ مان ہی گیا

ی

*_** _** _** _** __

وہ دونو واپسی کے لئے روانہ تھے داور نے خاموش بیٹھی مہر کو دیکھا

)کیا بات کروں کولڈ فش سے، کچھ رومینٹک مگر کیا(

تبھی ایک بچہ پھول بیچتا آیا"سنو یہ لو"داؤد نے پیسے دیتے گجرے خریدے

"مہر"!

"پہنا دوں؟ یا یہ بھی نکاح کے بعد؟"وہ پیار سے پوچھنے لگا وہ اسے بہت اپنی اپنی سی لگ رہی تھی

"نہیں"اس کے جواب پر داؤد کو برا لگا

"بھئی نکاح کے بعد"وہ ہنس کر بولی"امی تو شاپنگ پر جانے پر بھی ناراض تھیں، ویسے ایک طرح سے صحیح بھی تھا"

"ہمم"

"تم خوش ہو نا؟"اسے لگا وہ کہیں دباؤ میں یہ فیصلہ کر بیٹھی

"داؤد یہ فیصلہ میں نے پورے دل و دماغ سے کیا ہے"اس رات سنان کو ردا کے لیے کھڑے ہوتے دیکھ اس کا دماغ مثبت رو ہر چلنا شروع ہو گیا تھا(سب کا تجربہ الگ ہوتا ہے)

"میں نے فرح کے بھائی ذیشان کو کوئی میسج کیے دیکھے ہی نہیں اس نے سپیم فولڈر میں ہوں گے"

وہ بول رہی تھی مگر داؤد کا دھیان کہیں اور ہی تھا

")کہاں گئی یہ لڑکی روز تو اسی سگنل پر ہوتی ہے کدھر گئی("

"داود" وہ اس کی پکار پر چونکا

"کیا ہوا" مہر کو اس کا رویہ کھویا کھویا لگا

"اک کچھ نہیں" بقیہ راستہ خاموشی سے کٹا وہ دونوں اپنی اپنی الجھن میں الجھ گئے تھے

=×=××=×=×=×==×=×=×=

"مہرین احسان" اسپین فولڈر میں ملنے والے مییسج اسکا دماغ اڑا گئے تھے یعنی واقعی گڑبڑ تھی اس نے فلائیٹ پکڑلی تھی وہ یہاوہ کل ہی ابروڈ سے واپس آیا تھا پچھلے کتنے ہی سالوں سے باہر کی قید کاٹ رہا تھا صرف اسلئے کے کچھ پیسے کما سکے باہر فی گھنٹہ کے حساب سے ملنے والے پورا اسکی زندگی کے لئے بہت ضروری تھے اسکی ایک بہن تھی جسکی پچھلے سال اسی رقم سے شادی کی گئی تھی وہ بہن کو وداع کرنے نا آسکا تھا پر مطمئن

تھا کے اسکے بھیجے گئے پیسوں سے اسکے سرپرست چچا نے اچھے سے یہ فرض ادا کر دیا ہو گا، شروع کے چار مہینے تو ایک آدھ بار بات ہوئی پر گزشتہ چھ مہینے سے اسکی بہن سے بہنوئی سے کوئی بات نا ہو سکی اسنے کالیں کی سوشل میڈیا کے ذریعے بھی کوشش کی پر وہ دونوں جیسے غائب ہی ہو چکے تھے وہ چچا سے اس بارے میں پوچھتا تو وہ کوئی نا کوئی تا ویل دے کر مطمئن کر دیتے گو کے وہ پھر بھی بے چین رہتا اسی لئے اسنے پاکستان واپس آنے کا سوچا مگر مہرین احسان کے مسیجز اور اپنے شک کی بنیاد پر یہاں آ کر اسے اندازہ ہوا کے حالات اسکی سوچ سے زیادہ الجھے اسکی حجت پر اسکے چچا نے بتایا کے شروع کے مہینوں میں سب صحیح رہا وہ دونو میاں بیوی ملنے آتے رہے مگر پھر جب کافی عرصہ رابطہ نا ہوا تو وہ خود پہنچے پر دروازہ نا کھولا گیا وہ تھک ہار کر واپس آ گیے پھر متعدد بار کالیں تب داماد نے فون اٹھایا اور کہہ دیا کے وہ اب کوئی رابطہ نا رکھیں ورنہ بیٹی بھی اپنے پاس رکھیں پھر یہی بات لڑکی نے بھی کہی "چچا میں بہت خوش ہوں مہربانی کر کے پیچھا چھوڑ دیں اب ہمارا آپ کا کوئی تعلق نہیں" وہ بھتیجی کی بات پر دنگ رہ گئے پھر اسکے سسرال گئے بہت واسطے دیۓ دروازہ بجایا پر بے سود اندر سے کوئی جواب نا آیا آخر وہی تھک گئے

"آپ نے رپورٹ کیوں نہیں کرائی چچا میری بہن ہے وہ کوئی زمین کا خطہ نہیں جسے کسی نے اپنے نام لگا لیا اور مجھسے ملنے سے پابند کر دیا کوئی پرندہ یا جانور نہیں تھی جسے لے جانے کے بعد پنجرے میں ڈال دیا میں بیاہ نے کو کہا تھا تا کہ فرض پورا ہو بوجھ اتار کر پھینکنے کو نہیں"

وہ وحشت کی بلندی پر تھا سر مسلتے ادھر سے ادھر ٹہلتے اپنی بھڑاس نکال رہا تھا

"میں تو بس بچی کا گھر آباد رکھنا چاہتا تھا" چچا ندامت سے بولے

"ایسے گھر کہاں آباد ہوتے ہیں ایسے تو بس قبرستان آباد ہوتے ہیں یا زندہ لاشیں تیار ہوتی ہیں" وہ دکھ سے بولا

وہ ہمیشہ چچا سے فرح کا پوچھتا ہمیشہ بہانہ گو کے مہر کے پاس بھی کوئی ٹھوس ثبوت نا تھا پر اب وہ خود ٹھوس ثبوت چاہتا تھا

=×=×=×=×==÷=×=×=×=×=×=×=

وہ اس بدبو اور کچرے کے ڈھیر آلا بالا سامان سے بھرے گھر میں نڈھال پڑا تھا، اسے نوکری سے فارغ کیا جا چکا تھا پیسے خرچ ہوتے ہوتے ختم ہو گئے تھے، لگی بندھی تنخواہ

تھی جمع جتھا کچھ تھا نہیں آدھے سے زیادہ پیسے تو

Pesticidesاور مختلف اسپرے کی بوتلیں

خریدنے میں اڑ جاتے اسے اپنے ارد گرد کی ابھی کوئی پرواہ نہیں تھی وہ ہر شے سے بیگانہ ماضی میں کھویا تھا

اس کا دماغ ماضی کے اندھیروں میں غوطہ زن تھا

"فادی اس دن ان بچوں کے مزاق اڑانے پر دکھی دل لیے گھر چلا آیا اس نے اپنے کھلونے جلدی جلدی سمیٹے تھے ماں کہیں سلائی کے کام سے گئی تھی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پروین گھر آئی تو اسے ایک کونے میں پڑا ہوا دیکھا اپنا بکسا سینے سے لگائے وہ اس دن کافی پریشان تھی، سلائی کے کپڑے اسے واپس لوٹا دیے گئے تھے بنگلے کی مالکن کو اپنے جسم پر تیزی سے بڑھتی چربی کی خبر نا تھی اسے لگتا تھا پروین نے ہی غلط ناپ سے کپڑے سینے ہیں خوب بے عزت کر کے پیسے کاٹ کر اسے کپڑے آلٹر کرنے کو دیے گئے تھے وہ نصیب سے شکوہ کناں دھوئیں سے لڑتی کھانا پکا رہی تھی کے تبھی وہ پڑوسن چلی آئی جس کے گھر فادی گیا تھا

"پروین اے پروین! یہ تیرا نکما بیٹا چوری پر اتر آیا ہے میرے بیٹے کے کھلونے چرائے ہیں، اس نے"

"ناممکن، دماغ پیچ آئی ہو گیا؟" پروین بھلا کیسے مان لیتی

"اچھا تو دیکھ اس کا بکسا"

پروین نے فادی کو بلا کر بڑے اعتماد سے اس کے کھلونوں کے بکسے کو چھانا جس میں سے وہ چھوٹی سی گاڑی نکل آئی جو پڑوسن کے بیٹے کی تھی دونوں ماں بیٹا دنگ تھے پھر فادی اور پروین کی لاکھ صفائیوں پر بھی پڑوسن جسمانی کے غلطی سے آگئی ہو گی گاڑی اس نے پروین کو وہ بے نقط کی سنائیں کے اللہ کی پناہ

"کچرا جمع کرتا ہے تیرا بیٹا کہتا ہے کھلونے ہیں پاگل نا ہو تو چور الگ ہے" وہ مزید جہالت کا ثبوت دیتی چلتی بنی

پہلے سلائی والا معاملہ اب یہ کھڑاگ پروین کا دماغ گھوم چکا تھا اس نے فادی کو کٹ لگاتے اسکی قیمتی متاع کو اس کے بکسے کو پھینک دیا

وہ روتا رہا کلستا رہا پروین الگ اپنے نصیب پر شکوہ کناں تھی

کافی گھنٹوں بعد پروین کے اندر کی ماں جاگی اس نے فادی کو دیکھا جو کونے میں سمٹا بے آواز رو رہا تھا وہ فادی تک گئی اسے خود میں بھینچ لیا

"اماں ہے تمہارے پاس بس ہم دونوں ہیں مجھے ناستایا کر گڈے، میرے بعد دنیا تجھے کھا جائے گی "اس کی باتیں فادی کے دماغ میں جیسے کمپیوٹر کوڈز کی طرح فیڈ ہو رہیں تھی

وقت کا پہیہ گھوما وہ بڑا ہو گیا مناسب تعلیم بھی جدوجہد کے بعد حاصل کر ہی لی مگر فہد علی اندر کہیں اب بھی فادی تھا چیزیں جمع کرنے والا

چیزیں کھونے سے ڈرنے والا، انسانوں کی انسانیت کو ترسا ہوا، رشتے جمع کرنے والا ننھا سا فادی

اس بدحال گھر میں کوڑے کرکٹ کے درمیاں گھرا ہوا سر ہاتھوں میں دیئے بیٹھا تھا اندر وہ عورت اپنی بے بسی پر اشک کناں تھی وہ کب سے بس اس بستر تک محدود تھی اسکے زخموں میں کیڑے تک آ گئے تھے وہ اپنی فطری حاجات تک کے لئے محتاج تھی اسکا شوہر کبھی کبھی صفائی کر دیتا کبھی ایسے ہی پڑا رہنے دیتا ابھی کی ءدنو سے وہ ایسے ہی پڑی تھی

گھر میں لاش سڑنے کی بدبو پھیلی تھی فہد لمحہ لمحہ حواس کھوتا جارہا تھا جانے کیسی وحشت اسکے وجود میں ابھری وہ اٹھ کر کمرے میں آیا اس عورت نے اسکو دیکھ کر کچھ بولنا چاہا وہ ازیت سے بول بھی نا پارہی تھی وہ کمرے میں کچھ ڈھونڈرہا تھا اس کے ہاتھ میں اسکی مطلوبہ شے دیکھ کر اس عورت کے حواس گم ہو گئے وہ اپنا درد بھولے آنکھیں پھاڑے پنکھے سے لٹکتی اپنی شوھر کی لاش دیکھ رہی تھی تبھی اسکے رہے سہے حواس بھی جاتے رہے اور وہ بیہوش ہو گئی

=×=×=×=×=×=×=×=×=×==

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ اس کے نکاح کے ایک دن بعد کی رات تھی

تین دن بعد رخصتی اور پھر ولیمہ تھا، وہ داؤد سے کال پر باتیں کر کے فارغ ہوئی تھی ، جس کا اب اکثر ایک ہی سوال ہوتا "بتاؤ تم نے کیوہاں کی مجھ سے میرا پوچھ کر اپنا کیو چھپاتی ہو" وہ ہنس کر ٹال گئی، ابھی فون رکھا تھا

جب امی اس کے پاس آئیں

"آپ مجھے بلا لیتیں" مہر پر تکلف تھی اس کے اور سعدیہ بیگم کے بیچ ہمیشہ سے ایک

دیوار حائل رہی تھی

سعدیہ بیگم نے دکھ سے دیکھا اور اسے لپٹا لیا

"مجھے معاف کر دو مہر، بہت بری ماں ہوں نا میں میری مہربان پری اکیلے سب مقابلے کرتی رہی" انہیں اپنی کوتاہیاں یاد آئیں مہر سات سال کی تھی جب اس نے پہلی آواز اٹھائی تھی اپنے رشتے کے خالو کے خلاف وہ ان سے ڈرتی تھی بھاگتی تھی اس نے ماں سے شکایت کی بھی کوشش کی تھی، اس دن وہ ان کے گھر آئے تھے سات سالہ مہر کو گود میں بیٹھانا چاہا

"میں بڑی ہوں، نیں بیٹھنا میں نے" اس کا جواب سب کو بدتمیزی لگا

"کیسی منہ پھٹ ہے" یہ عام رائے تھی اس کے بارے میں

وہ چودہ سال کی تھی جب اس نے نئی فرمائش کی

"میں نے کراٹے سیکھنے ہیں" کئی دن کی چخ چخ ضد کے بعد آخر یہ ضد پوری کروالی تھی اس نے

ایسے کئی واقعات تھے جس میں وہ دونوں ایک دوسرے کے مخالف آجاتی تھیں مگر مہر

ان سے ادب کا دامن چھوڑے بنا اختلاف رکھتی اور اپنی بات بھی پوری کرتی تھی

آج سعدیہ کو مہر کی ہر بات یاد آرہی تھی وہ پہلی بار انہیں سمجھ آرہی تھی

"میں بہت بری ماں ہوں" وہ سسکیں

"مائیں انسان ہوتی ہیں امی حد سے زیادہ بوجھ انہیں ستا دیتا ہے، کوتاہیاں سب کرتے ہیں، اپ میرے لیے کتنی راتیں جاگیں ہیں اس کا صلہ میں کبھی نہیں دے سکتی آپ بری نہیں ہیں آپ اچھی ہیں مائیں اچھی ہوتی ہے بس کبھی کبھار ان سے غلطی ہو جاتی ہے۔سب سے ہوتی ہے" وہ انہی۔لگائے دلاسا دے رہی تھی (جب میں اور آپ ماضی نہیں بدل سکتے تو کیو دہرا کر تکلیف اٹھائیں ہم حال تو صحیح بنا سکتے ہیں نا) اس نے سوچا وہ موقع دیکھ انہیں ردا کے بارے میں سمجھانے لگی

"مجھے ردا سے نہیں آپ سے پیار ہے میں نہیں چاہتی کوئی آپ کو برا سمجھے آپ کو کوئی گناہ ملے، اپ کا سلوک اسے آپ کے آنے والے پوتے پوتیوں کو بد ظن کر دے گا امی کیا آپ ایسا چاہتی ہیں؟" اس نے ان کی برین واشنگ کی بات مشکل سے صحیح ان کی سمجھ میں آنے لگی تھی

=×=×=×=×=×=×=====×

وہ اسے کافی دنوں بعد دکھی تھی سگنل پر شیشے صاف کرتے، گذشتہ دنوں تو وہ اپنی شادی کی تیاریوں میں مصروف رہا تھا بفضول تقریبات پر اس نے اور مہرین دونوں نے ناپیسے لگانے کا فیصلہ کیا تھا بس رخصتی اور ولیمہ نا کوئی لمبا چوڑا جہیز نا بری، بس سادگی سے شادی کی تھی۔

"کہاں تھیں تم؟" اس نے بچی سے پوچھا جس کی آنکھوں میں بھی "اچھے صاحب کو دیکھتے چمک ابھری

"دوسرے سگنل پر بھیجا تھا فقیرے نے"

"فقیرا کون ہے تمہارا؟" داؤد کے سوال پر اس نے بھنویں سکیڑیں

"تم کیو پوچھ رہا ہے صاحب؟" داؤد لاجواب تھا اسے خود بھی نہیں پتا تھا کیو پوچھ رہا تھا وہ یہ سب داؤد نے دیکھا اس کی چنری پھٹ رہی تھی دودھیا میلے وجود کی جھلک چھپ دکھا رہی تھی

داؤد نے نگاہ چرائی اور پیچھے پڑا مے تھیلے سے مہر کے لیے خریدی گئی شال اٹھا کر اسے دی

"یہ اوڑھو" پھر اس نے ایک نیلا نوٹ دیا

"کہاں رہتی ہو؟" اب کے وہ فر فر پتا بتانے لگی (نیلے نوٹ کا کمال)

داؤد نے ذہن نشین کیا (کیو کر رہا ہوں یہ سب)

پھر اس کا نام پوچھا

"چھمی" اس نے زیر لب دہرایا وہ اب بیزاری سے اس کے جانے کا انتظار کر رہی تھی

اس نے اور گاڑیاں بھی صاف کرنی تھی پیسے مانگنے تھے

داؤد نے سگنل کھلنے پر اسپیڈ بڑھا دی

=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×

اس کی مہر سے بات ہوئی تھی "آپ کو پاکستان آئے اتنے دن ہو گئے ہیں آپ نے اب تک اپنے بہنوئی کے خلاف رپورٹ درج کیا نہیں کرائی؟"

"یہاں کوئی اس بات کو غلط تسلیم نہیں کر رہا، رشتے دار سمجھانے آ رہیں ہیں ان کا کہنا ایسے میں فرح کا گھر خود خراب کروں گا"

"اور اس دوران فرح کو کچھ ہو گیا تو، کونسا شوہر بیوی کو حبس بے جا میں رکھتا ہے دنیا سے کٹا کر؟" وہ تلخ ہوئی

"بہر حال یا تو آپ بہن کا سوچ لیں یا رشتے داروں کی سن لیں، اگر بہن کی فکر ہو تو مجھے بتا دیں گا، ورنہ ایسا نا ہو بہت دیر ہو جائے"

مہر کے الفاظ اسے جھنجھوڑ گئے (واقعی کونسی شادی میں دنیا سے ہر قسم کا تعلق تڑوایا جاتا ہے چچا نے قسمیں دے کر اسے وہاں جانے سے روک رکھا تھا مگر اب اس کی بس ہو چکی تھی

=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=

اسنے بغور اپنی بیوی کا چہرہ دیکھا وہ پچھلے دو دن سے اسے بہت الجھی ہوئی لگی وہ دونو ہی اپنے

اپنے کام پر نکلنے کے لئے تیار ہو رہے تھے مگر داؤد کا دھیان مہر پر تھا جو بالوں کا سادہ سا میسی

بن بنائے تیار کھڑی تھی اور بلو ڈینم پر وائٹ اے لائن کرتی کے ساتھ بلو اسٹال سر سے

گلے کے گرد لپیٹ رہی تھی

تھی داؤد کی نظروں کی تپش پر اسنے اسکی جانب دیکھا اور ابرو اچکائے تو وہ چلتا ہوا اسکے

پیچھے آ ک

کھڑا ہو گیا اب ان دونوں کا عکس آئینہ میں نظر آرہا تھا عام سے قد کا، چوڑا کسرتی وجود

یونیفارم میں ملبوس گندمی رنگ، ڈارک

براؤن بال ہلکی ہلکی داڑھی کے ساتھ کافی جچ رہا تھا

اس نے مہر کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسکا رخ اپنی جانب کیا

آواز میں بولی

"ہم لیٹ ہو رہے ہیں" وہ ہلکی

"ہونے دو" وہ پر شوق نظروں سے اسے تکتا بولا "بہت اچھی لگ رہی ھو مگر یہ اتنی

الجھی الجھی سی

کیوں ھو کیا پریشانی ہے بیوی اپنے پولیس والے کو بتا دو یہ پڑوسیوں نے تنگ کیا ہے

"اسکے سر سے سر ٹکراتا مان سے بولا اسے شرافت شریف کی فیملی کا خیال اس لیے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوجھا کے وہ کافی دن س ء مے ان پر نشانہ باندھے تھیں کیو کے داؤد نے ان کے صاحب زادے کو کالج کے باہر لڑکیاں چھیڑنے پر پکڑا اور چھینٹی لگائی تھی اب اماں ابا بیٹے کے بجائے ان کے سر ہو کر والدین کا فرئضہ نبھا رہے تھے

"ان سے ڈروں گی میں" وہ جتا کر بولی

"یس بھول گیا تھا تم تو شیر ہو" وہ ہنسا پھر سنجیدہ ہوا "کیا بات ہے"

"سنا چاہو گے مدد کرو گے میری" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی

"کہہ کر دیکھو" مہر مسکرائی داؤد حقیقتا بہت اچھا شوہر ثابت ہوا تھا مہر کو اپنا فیصلہ درست لگا تھا

"میری دوست یاد ہے جس کا میں نے بتایا تھا فرح؟

وہ مصیبت میں ہے تم تحمل سے بات سننا پلیز" اسکے بعد مہر نے آہستہ آہستہ سب اسکے گوش گزار دیا

"یہ تو سید ھا ڈومیسٹک ابیوس (domesticabuse) کا کیس ہے وہ بھائی صاحب کو بولو آجایں تھانے اور رپورٹ درج کرادیں" وہ سنجیدگی سے بولا

"مگراس طرح معملہ بڑھ گیاتو میں ایک بار وہاں ہوئی آؤں"

"بل شٹ نو وے"

"داؤددیکھوایک لڑکی کودوسری لڑکی کا ساتھ ضروری ہوتا ہے مجھے دیکھ حوصلہ ملے گا"

اس نے کنوینس کیا

"میں ساتھ جاوں گا دیکھ لوں گا ماعلہ اور اس نواب زادے کو بولو پہلے تھانے آۓ"

وہ گہری سانس بھرتا بولا تو مہر نے پر سکون ہو کر اثبات میں سر ہلا دیا

*_*_*_ *_*_*_*_*_*_*_*_*_*_*_*_*_*_*_

"یار داؤد بھابھی کی دل چسپی اپنی دوست سے ہے نا کے اسکے بھائی سے" داؤد کی تپ

دیکھ اسد وہی سمجھا جو کوئی بھی انسان اسے ایسے دیکھ سمجھ سکتا تھا

"گھامڑ جانتا ہوں میں، مگر مسئلہ یہ ہے کے میں اس طرح کے کسی بھی ماعلے میں مہر کی

شمولیت نہیں چاہتا اور وہ کہ رہی ہے کے ساتھ جا ئیگی" داور جھنجھلایا: یار تو خود دیکھ کیسے

عجیب لوگ ہیں اب ہوش آیا ہے بہن کا"

"ہاں تو ٹھیک ہیں ناوہ شخص جو اس لڑکی کا بھائی ہے آتا ہے رپورٹ درج کراتا ہے تو تو

اور میں چلینگے بعد میں صورت حال مناسب ہوئی تو بھابھی کو لے انا،انھے سمجھاے گا تو سمجھ جایں گی"اسکے سمجھانے پر اسد نے ہاں میں سر ہلا یا

"وہ کل کیا کیس آیا تھا فائل لو ذرا"اب وہ حولدار کی طرف متوجہ ہوا

"یہ لی جئے، سر یہ ایک کمپلین آئی ہے فہد علی نامی شخص کے خلاف پہلے بھی دو تین بار آئی ہے"داؤد نے اسکی بات کاٹ دی"وہ وسیم گیا تو تھا کیا مٹھی گرم کر کے آگیا تھا"وسیم نام سن ہڑ بڑایا"سر جی دروازہ ہی نہیں کھولا تھا، پھر پڑوسیوں نے بتایا ہا تھا پائی تو اس اکرم نامی بندے نے کی تھی میں سمجھا یوں بڑھایا ہوا ہے بات کو"اس کی وضاحت پر داؤد نے ایک لات مار کر پاس پڑی چیئر کو گرایا"ڈیم اٹ کام چور لوگ""" بولو تم آگے"اس نے حولدار کو کہا

" پڑوسیوں کے بقول گھر سے عجیب سی بدبو آتی ہے پڑوسی نے لاکھ دروازہ کھٹکھٹایا کوئی نا کھولا بتا رہا تھا کے کافی مہینہ سے صرف فہد ہی آتا جاتا دیکھتا اب وہ بھی نظر نہیں آتا بدبو پہلے بھی آتی تھی پر اب جیسے زینہ پر کھڑے ہو نا دوبھر ہے ہم ہو کر آے پر وہ شخص دروازہ نہیں کھولتا اور بدبو جیسے مردوں کی ہو"

"یہ تو تشویشناک ہے مرڈر یا خودکشی کا معاملہ ہو سکت۔۔۔"ابھی داؤد کی بات بیچ میں

www.neweramagazine.com

تھی کے حولدار نے ذیشان نامی شخص کے آنے کی اطلاع دی

"ہاں لے آؤ اندر" اسکے بلانے پر وہ اسے اندر لے آیا

وہ26-27سالہ لڑکا تھا بڑھی ہوئی شیو سرخ آنکھیں اس کی پریشانی کی گواہ تھی داؤد کی ساری بے اعتنائی ہوا ہو گئی اب مختصر تعرف کے بعد وہ اسکی شکایت سن رہا تھا وہی داستان جو وہ مہر سے سن چکا تھا

"آپ کو یہ شکایت پہلے ہی درج کرانی چاہیے، بہنیں بہت قیمتی ہوتی ہیں" وہ کہنے سے باز نا آیا

"آپ صحیح کہہ رہے ہے سر مگر یہ معاشرہ نہیں سمجھتا میرے اس اقدام کو میرے خاندان والے میرا جذباتی پن کہہ رہے ہیں سر انکا خیال ہے بیاہ دیا لڑکی کو تو بس اب جس حال میں رہے وہیں رہے پر میں نے بہن بیاہی تھی سر بیچی نہیں میں اسسے ملوں دیکھ لوں کس حال میں ہے پھر وہ کہے گی کے چلے جاؤ تو چلا جاوں گا ساتھ آنا چاہے گی تو ساتھ لے آوں گا" وہ کہتے رونے لگا

"آرام سے خود کو مظبوط رکھیے، پانی پی لو"

داؤد کو شرمندگی نے آگھیرا (بلاوجہ روڈ ہو گیا میں)

پانی پینے کے بعد وہ کچھ سنبھلا تو داؤد کے اشارے پر حولدار اسسے تفصیلات لینے لگا

تبھی داؤد چونکا "کیا نام بولا آپ نے بہنوئی کا؟"

"فہد علی" داود نے دہرایا

"گھر گھر کا پتا کیا ہے"؟

جواب میں ذیشان نے جو پتا بتایا وہ وہی تھا جسکیے پڑوسیوں نے شکایت درج کرائی تھی

"تیار رہو آج ذرا فہد صاحب سے ملاقات کر آتے ہیں"

وہ لوگ رحیم منزل پہنچ چکے تھے داؤد نے دیکھا لوئر مڈل کلاس سے تعلق رکھنے والے طبقے کا علاقہ تھا، انہیں دیکھ مینٹینس والے اکرم صاحب دوڑے آئے

گھر چوتھی منزل پر تھا لفٹ ندارد تھی لہذا سیڑھیوں کی ہی مدد لی گئی

"سر بڑا ہی عجیب آدمی ہے پہلے بھی عجیب تھا مگر پچھلے چھ سات ماہ سے عجیب ترین ہو گیا نا کبھی گھر سے کوئی اس کے علاوہ جاتا ہے نا آتا ہے پڑوس میں لین دین کا سوال ہی نہیں رشتہدار بھی نہیں آتے ، بہت ہی عجیب بندا ہے جمعدار کو کچرا بھی نہیں دیتے نا

ہی فلور دھلواتے ہیں، کہتا تھا یہ مینٹیننس لینے بھی نا ا و خود ہی پہلی کو پکڑا کر چلے جاتا" پڑوسی اب شکایت کر رہے تھے

داؤد نے دروازے پر پہنچ کر بیل دی ایک کے بعد دوسری پھر تیسری مگر یا تو بیل کام نہیں کر رہی تھی یا اس گھر کی بجلی کٹی ہوئی تھی کوئی فائدہ نا ہوا اب وہ لوگ دروازہ دھڑ دھڑا رہے تھے

آخر کار دروازہ توڑ کر کھولنے کا فیصلہ کیا گیا

وہ لوگ منہ ماسک سے ڈھک کر اندر داخل ہوئے انتہائی شدید بدبو جس سے ان کا دم گھٹنے لگا تھا جی کڑا کر کے آگے بڑھے گھر کا عجیب منظر تھا پاؤں دھرنے کی جگہ نا تھی مختلف کاٹھ کباڑ ساز و سامان سے بھرا گھر کم از کم انہیں گھر نا لگا، کوڑے کرکٹ کے اس ڈھیر میں تیرتے یہ لوگ اندر ماسٹر بیڈ روم کی طرف بڑھے، تبھی اسد کی آواز نے ان کے قدم روک لیے وہ دوسرے کمرے کی تلاشی کے لیے کچھ آدمیوں کے ساتھ گیا تھا اس کی آواز پر وہ لوگ وہاں پہنچے تو اس کمرے کے منظر نے ان کا دماغ ہلا کر رکھ دیا وہاں ایک شیٹس میں پیک ایک لاش بر آمد ہوئی جو سڑ رہی تھی اس پاس بکھرے کچرے میں سے "فورم الڈیہائیڈ" کی اسپرے بوٹلز اور pesticides کی بوتلیں گواہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھیں کے غالباً لاش کو پریزرو کرنے کی کوشش کی گئی تھی لاش کے سرہانے تین پیڈسٹل فین تھے پنکھا الگ موجود تھا چیک کرنے پر اندازہ ہوا کے شاید بجلی ہی کٹی ہوئی ہے

بدبو اس قدر شدید تھی کے کھڑا ہونا مشکل تھا جی الٹنے لگا تھا "فورینسک ٹیم کو بلاؤ فورا, باہر یہ پڑوسیوں اور لوگوں کا جمگھٹا ہٹاؤ" داؤد آرڈرز دیتا ماسٹر بیڈروم کی طرف بڑھا وہاں کے منظر نے الگ دل دہلا دیا ایک بدحال سے آدمی کی لاش پنکھے سے لٹکی ہوئی تھی، بیڈ پر ایک عورت جس کی ٹانگ شاید فریکچرڈ تھی اور پڑے رہنے سے پیٹھ اور اس کے نیچے والی جگہ پر پھوڑے پھنسیاں پڑ گئیں تھی اسد نے اس کی پلس چیک کی سانسیں بھی ہموار تھیں "زندہ ہے ابھی، شاید واحد گواہ اس پورے معاملے کی ایمبولینس بلواو جلدی فورا" وہ بولا

=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=

مہر فرح کے ساتھ ہاسپٹل میں تھی داؤد کی کال پر وہ وہاں آئی تھی فہد کو دیکھ وہ پہچان گئی تھی یہ وہی آدمی تھا جس کے مرض کی اس نے تشخیص کی تھی مگر وہ پھر غائب ہو گیا تھا، یہ بطور سائیکولوجیسٹ اس کے لیے نئی بات نہیں تھی، اول تو لوگ آتے ہی کم

تھے اور زیادہ تر صرف اپنی کہہ کر چلے جاتے تھے مرض کونسا ہے اس کی فکر نا تھی مانتے ہی نا تھے کے مرض ہو بھی سکتا ہے کوئی یہ ایک عام رویہ تھا اس لیے فہد کے غائب ہونے پر وہ حیران نا ہوئی تھی

"وہ لاش کسی بوڑھی عورت کی ہے فورینسک رپورٹ کے مطابق خاتون ہارٹ پیشنٹ تھی اور ہارٹ اٹیک کے سبب ہی موت واقع ہوئی کون ہے یہ پڑوسیوں کے خیال سے اس لڑکے فہد کی ماں پروین بیگم کی ہے، فورینسک انویسٹیگیشن کے مطابق اس کی موت کو کئی ماہ ہو چکے ہیں لاش کو پریزرو کرنے کے لیے کئی حربے استعمال کیے گئے تھے، بدبو شدت اختیار کرنے کی وجہ بجلی کا کٹ جانا تھی اور فہد کی خودکشی بھی کیو کے اس کے بعد لاش کو پریزرو کرنے کی جدوجہد کرنے والا کوئی نا تھا، اس پاس وہاں کمرے میں پانی جمع تھا انفیکٹ فیزر میں بھی کئی برتن ہیں پانی کے، اس کا مطلب وہ کمرے کا ٹمپریچر کم رکھنی کی کوشش کرتا تھا برف رکھ کرتا کے لاش سڑے نا، پر چونکے پڑوسیوں کے مطابق وہ کام پر بھی جاتا تھا اس وجہ سے اس مقصد میں زیادہ کامیاب نا ہو سکا جس کا ثبوت ڈیڈ باڈی کی خستہ حالت ہے، پہچان ہی مشکل ہے، اسی لیے وہ بدبو پھیلتی تھی جس میں مختلف پسٹیسائیڈز اور روم اسپرے کے چھڑکاؤ کی وجہ سے کمی آتی

اور بو پہنچانی ناجاتی، ہاں اس کے والٹ میں رسیدیں اور کارڈز بھی ملیں ہیں جن میں سے ایک کسی سائیکالوجسٹ کا ہے" اسد نے بتایا داؤد جو خاموشی سے سن رہا تھا سر اٹھایا " جانتا ہوں وہ ایک سائیکالوجسٹ کی ہیلپ لے رہا تھا" اس نے کہنے کے ساتھ ہاسپٹل کی دیوار سے ٹیک لگائے کرسی پر فرح کے خاندان کے ساتھ بیٹھی مہر کو دیکھا اسد نے بھی ان کی نگاہ کا تعاقب کیا۔

=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=

فرح انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں تھی

"آپ لوگوں کا زرا دل نا کیا تھا اسے دیکھ لیتے جیتی ہے یا مر گئی ؟" زیشان ٹوٹا ہوا تھا

چچا سر جھکائے بیٹھے تھے، چچی الگ نوحہ کناں تھیں وہ چچی تھی پر جیٹھانی کی موت کے بعد کلیجے سے لگا کر پالا تھا فرح کو ان کی سگی بیٹی کا شوہر بھی ملنے سے روکتا تو وہ تب بھی یہی کرتیں کے بیٹی رخصت کرنے کے وقت ہی اسے یہ بولنے کا رواج تھا کے یہاں سے ڈولی اٹھی وہاں سے جنازہ اٹھنا چاہیے

آج اندازہ ہوتا تھا کے یہ لفظ بولنے میں جتنے اسان ہیں حقیقت کا روپ دھارے کرنے

ڈروانے ہیں

مہر نے ایک نگاہ ان ہارے ہوئے لوگوں پر ڈالی

اس کے ذہن کے پردے پر کچھ ماہ قبل کا منظر روشن ہوا جب وہ چچا چچی سے فرح کے بارے میں بات کرنے گئی تھی

"بیبی تم اپنی ،ندگی جیو اسے اپنی جینے دو، تم ماڈرن پڑھے لکھے لوگ نہیں جانتے رشتوں کی باریکیاں تم جاب والی کو کیا پتا گھر کی حثیت گھر کا سکون مت دخل دو اس کی زندگی میں"

اسے وہ اذیت ناک الفاظ یاد آئے جو چچی نے اسے بولے تھے

(کتنی آسانی سے ہم لوگوں کو ظاہری حلیے اور طبقاتی بنیاد پر جج کر لیتے ہیں جیسے ہم سے زیادہ اہل علم کوئی نا ہو، مگر یہ وقت جتانے کا نہیں ہے، ستانے کا بھی نہیں ہے، بس سہارا دینے کا ہے، کاش لوگوں کو الفاظ و نگاہ سے چھلنی کرتے ہم کبھی یہ سوچیں کے ججمنٹ کا حق محض ایک زات کے پاس ہے سب سے مکمل زات کے پاس صرف وہی زات ہے جو سب جانتی ہے میرے اللہ کی زات)

اس نے سوچا سینے میں کہیں درد کی لہر ابھری ماضی میں فرح کے ساتھ گزارے پل
روشن ہوئے

اس کی بھولی دوست، جس نے ایک لمبا وقت شادی کے انتظار میں گزارا تھا کیو کے جہیز
اور حسین ترین دلہن کی مانگ ہر جگہ تھی زیشان۔بہن کی خاطر غیر دیار میں بیگار کاٹنے
لگا تاکے جہیز جمع ہو سکے اخراجات اٹھا سکے بیاہ کے،

24-25 ویں برس جا کر اس کا رشتہ ہوا کتنی خوش تھی وہ کیسے کیسے خواب وابستہ تھے
اس کے اس رشتے سے (اللہ ہی جانے وہاں کیا ہوا تھا)

تبھی اسے داؤد نے کال کر کے باہر بلایا

=×=×=×=×==×=××=×=×=×=×=

اسد اور اس کا ایک ماتحت سائیکو جسٹ مہرین احسان کے سامنے فادی عرف فہد کی کتھا
سن رہے تھے اس کے خاموش ہونے پر اسد نے سوال کیا

"اس کا مطلب کے بچپن میں ہونے والے واقعات کھلونے پھینکے جانا وغیرہ یہ وجہ ہیں
اس حالت کی"

"یہ ایک طرح کا ذہنی مرض ہے "hoarding" disorder

اس مرض کا شکار انسان بعض اوقات جینیٹکس کی وجہ سے یا پھر کسی بھی قسم کے تشدد ، یا بچپن کی محرومیوں کی وجہ سے ، یا کوئی بڑے حادثے کی وجہ سے بھی یہ مرض آہستہ آہستہ انسان کے اندر جڑ پکڑنے لگتا ہے ، اکثر کیسیز میں یہ سستی ، کاہلی یا دنیا سے یا خود سے بیزرای بھی اس کی وجہ ہو سکتی ہے

ایسا انسان چیزیں جو کے فالتو ہوا نہیں جمع کرنے کے شوق میں لگ جاتا ہے یا بیزاری کی وجہ سے انہیں پھینک نہیں پاتا ، فہد کے اندر یہ اس کے بچپن کی محرومیوں کی وجہ سے پنپا

آپ کسی بھی بیماری خصوصا ذہنی مرض پر تب قابو پا سکتے ہیں جب تک آپ خود یہ تسلیم کریں کے ہاں یہ مرض ہے اور اس سے چھٹکارا ہمیں حاصل کرنا ہے یہ ابتدائی اسٹیجز میں ہوتا ہے۔ مگر جہاں پانی سر سے اوپر جا چکا ہو وہاں انسان بیماری کو بیماری ہی تسلیم نہیں کرتا اپنے عجیب و غریب رویوں کی وجوہات تراشتہ ہے یہی فہد کا مسئلہ تھا وہ تسلیم کرنے کو تیار نا تھا میرے پاس وہ کام میں ذہن نا لگنے اور غائب دماغی چڑ چڑے پن کے لیے اپنے کسی کولیگ کے مشورے پر آیا تھا ، جب ایک بار اس کا حلیہ اس کی

گھڑی پھر والٹ دیکھ مجھے اندازہ ہوا کے معاملہ کچھ اور ہے تبھی میں نے باتوں ہی باتوں میں اس کی کیس ہسٹری اس سے سنی، مگر افسوس فہد نے اس کے بعد سشنز لینا ہی چھوڑ دیے"

"آپ کے خیال میں اپنی والدہ کی لاش ایسے رکھنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟"

اسد نے پھر سوال کیا

"ڈر" مہر نے بات آگے بڑھائی "فہد کے ماضی کی کہانی سے مجھے اندازہ ہوا کے اس کے اندر چیزوں کو انسانوں کھونے کا ڈر ہے اس نے ایک بار بتایا تھا کے اس کی ماں اس کا واحد سہارا تھی وہ اس سے ڈرتا بھی تھا مگر اسی کی پناہ میں رہنا چاہتا تھا ہر وقت, غالباً یہی وجہ ہو گی کے اس نے اپنی ماں کے انتقال کو خفیہ رکھا ورنہ اسے ان سے دور کر دیا جاتا"

اس کی بات پر اسد نے گہری سانس لی "اس کی بیوی فرح اس کا ے ساتھ کیا وجہ ہو سکتی ہے"

"کچھ کہ نہیں سکتی کے جب بھی وہ سیشن کے لیے آیا مجھے وہ کافی "ہارم لیس" شخص لگا اس کی باتوں سے ایسا ضرور لگتا تھا کے وہ مایوس ہے پریشان ہے مگر کسی کو نقصان

پہنچانے یا خود کو نقصان پہنچانے کی حد تک نہیں"

"ہمم پر اس نے پھر خود کشی کیو کی؟"اسد نے پھر سوال کیا پھر خود ہی گو یا ہوا"بقول اس کے پڑوسیوں کے اس نے ایک ماہ سے دفتر جانا چھوڑا ہوا تھا، معمولی سی نوکری تھی اس پر یہ درجن بھر پیسٹیسائیڈز اور اسپریز، پھر سائیکالوجسٹ کے سیشن جمع جتھا شاید کچھ تھا نہیں اس کا پھر جب ہم گئے تو بجلی بھی کٹ گئی تھی شاید اس کی جاب جا چکی ہو ،اس کی اپنی موت کو محض ایک دن ہوا تھا اس کا مطلب خود کشی کی۔ بڑی وجہ اس۔ کی بیماری کے ساتھ ساتھ اس کی جاب چھوٹ جانا بھی تھی"وہ خود ہی تانے بانے جوڑتا بولا

"ہمم"مہر نے سر ہلایا پھر اسد وہاں سے اسے خدا حافظ کرتا چلتا بنا۔

فرح,کا ہوش میں آنا بیان دینا اشد تھا مگر ڈاکٹرز کے مطابق ابھی وہ اس قابل نا تھی ذہن پر شاک کے بھی اثرات تھے اسے خود فلحال علاج کی ضرورت تھی۔

کتنے ہی دن بیت گئے تھے، فرح ہوش میں آچکی تھی اس کی ایک ٹانگ ناکارہ ہو گئی تھی ،اسے اب فیڈنگ ٹیوب کے ذریعے خوراک دی جاتی تھی،

شروع میں ہوش میں آنے کے باوجود وہ خالی خالی آنکھوں سے تکتی تھی،اب ہسپتال کی طرف سے اسے سائکائیٹرسٹ کے سیشنز بھی دلوائے جانے لگے تھے مگر فلحال ان کا کوئی فایدہ ناہوتادکھ رہا تھاہر بار وہ روتی یا چلانے لگتی،ڈاکٹرز کے مطابق اس کی قوت گویائی متاثر نا تھی مگر شاک کی وجہ سے وہ بول نہیں پارہی تھی اس کے عزیز بھائی چاچا چاچی،مہر آہستہ آہستہ اسے بولنے پر آمادہ کرنے لگے تھے

مہر کازیادہ تر وقت اب وہیں گزرتا تھا

فرح اب اسے پہچاننے لگی تھی آنکھوں میں شناسائی کی رمق بھی دوڑ گئی تھی فلوقت کے لیے کیس کو لینڈنگ میں ڈال دیا گیا تھا

=×°×=×=×=×=×=×=×=×=×=×

داؤد پولیس اسٹیشن سے واپس گھر کی طرف جارہا تھا جب اس نے اسے دیکھا"یہ تو وہی ہے ہری آنکھوں والی سگنل والی بچی پر اس کے ساتھ یہ بڑے سی توند والا آدمی کون ہے اور جہاں لے جارہاہے اسے"

وہ سوچتا ٹھٹکا وہ آدمی اب اسے پہلی ٹیکسی نما گاڑی میں ڈال رہا تھا

وہ معاملہ سمجھتا جا رہا تھا

"مگر یہ کوئی پہلی تو نہیں ہے درجنوں کے ساتھ یہی ہوتا ہے، کس کس کو بچاؤ گے داؤد "اس کے اندر کوئی بولا تھا

"کوئی ایک کو بچانا بھی تو پوری انسانیت بچانے جیسا ہے "کہیں دور دل کے کونے میں اچھائی کرلائی

"فقیرنی ہے خود عادی ہوتی ہے، پھر بے پردہ الگ لور لور گھومیں گی یہ تو ہونا ہی تھا، مرد کہاں تک خود کو قابو کریں "برائی کی آواز گو نجدار دلیل زوردار تھی

"یوسف بھی تو مرد تھے مرد مومن کا کام نا بہکنا ہی تو ہوتا ہے جو بہک گیا وہ کیسا مومن اور کہاں کا مرد"

اچھائی نے طعنہ کسا

"اچھا اور مومنہ کیا یوں بہکا دیتی ہے "برائی پھر سینہ تانے آئی

"جو بہکا دے وہ مومنہ نہیں پر بہکا وا کیا ہوتا ہے کیا وہ تمہارے گھر پر آئی؟ کیا منہ سے پیشکش کی؟ کیا راستہ روکا؟ "اچھائی پھر میدان میں اتری

"کون جانے کیا ہو؟" برائی نے ہار نامانی "چھوڑو داؤد جانے دو"

"وہ بچی ہے اور تم محافظ، کوئی طوائف بھی مصیبت میں ہو تو فرض ہے تم پر اس کی حفاظت کرنا یہ تو بچی ہے رزق کو حلال کرو داؤد کام سے منہ نا موڑو فرض نبھاؤ بھید بھاؤ میں ناپڑو مدد کرو" اچھائی نے دہائی دی

وہ اس جنگ میں۔پستا کب اس گاڑی کا پیچھا کرنے لگا نہیں جانتا تھا اس نے اپنے دل کی نیکی کی صدا پر لبیک کہتے برائی کا سر کچلا تھا۔

وہ اب اس گاڑی کا پیچھا کرتے ایک عجیب سے رستے سے ہوٹل تک پہنچا تھا، وہ سمجھ گیا تھا یہاں کیا ہو رہا ہو گا اس نے فوراً سے اسد کو کال کیے ایڈریس دیا اور پہنچنے کو بولا

اسے اب اس آدمی کو روکنا تھا، ہر حال میں

=×=×=×=×=×=××=×=×=×=×=

"فرح مجھے بتاؤ کیا ہوا تھا، کیسے تھے وہ لوگ؟" فرح اب کچھ بولنے کے قابل ہوئی تھی تو مہر اس سے سوال جواب کرنے لگی فرح نے خالی خالی نظروں سے مہر کو دیکھا گزشتہ زندگی کسی فلم کی طرح آنکھوں کے آگے چلنے لگی

اس کی جھیل سی پر سکون زندگی میں پہلا پتھر یتیمی کا تھا ابا کی نسبت چچا کی آمدن کم تھی ماں باپ کے بعد مگر چچا چچی کی نرم آغوش نے سنمبھالا ،دوسرا پتھر غربت کا تھا جس نے اسے بتایا کے بنا بڑی رقوم کے تعلیم حاصل کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے ،اسی پتھر نے اسے یہ بھی بتایا کے اس کا حسن سلیقہ سب پانی ہے بیاہ تو جہیز کے بغیر نہیں ہوتا اسے بتایا گیا عورت کتنی بھی کامیاب نا ہو بیاہ کے بغیر ناکام ہے اس کی تعلیم اس کا سلیقہ یہ چیزیں اسے مایوس کر چکی تھی 24-25 کی عمر میں اسے اپنا آپ عمر رسیدہ لگنے لگا ایسے ہی وقت میں جب اس کا بھائی پیسے کی دوڑ میں بھاگنے کے لیے دیار غیر کاٹ رہا تھا اور وہ رشتے والوں کے نخرے دیکھ زندگی سے دل برداشتہ ہو چکی تھی اس کی زندگی میں اگلا پتھر پڑا اس کے لیے فہد نامی لڑکے کا رشتہ آیا

"،ہمم لڑکا ٹھیک ہے بس زرا اعتماد کی کمی ہے تم ٹھیک کر دینا" یہ پہلی جادو کی چھڑی تھی جو اسے پکڑائی گئی

"ماں کافی سخت ہے پیار سے رام کر لینا" یہ دوسری زمداری تھی

"عجیب سے لوگ ہیں خاندان میں ملتے ملاتے ہی نہیں" چاچی کو خدشہ جاگتا

"برے وقتوں میں خاندان نے منہ موڑا تو اب پروین نے بھی منہ موڑ لیا" کوئی دلاسہ

دیتا

"اب میم میخ نا نکالو لڑکی کو گھر بیٹھا کر رکھنا ہے "کوئی اور ڈراتا اور انہیں خدشات ڈراووں نے اس کے گھر والوں سے ہاں کرا دی

شادی کے بعد سب بہترین نا سہی پر برا بھی نہیں تھا، فہد حد سے زیادہ ماں کے رعب میں تھا اسے ایسے لگتا جیسے وہ اندر ہی اندر کسی کفیت کو دبا کر رکھ رہا ہو

"بیبی ہمیں زیادہ میل ملاپ نہیں پسند "کھیر پکائی کے۔بعد اس نے پڑوس میں بھیجنے کو بولا تو پروین نے ٹوک دیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ چپ ہو گئی

"یہ کیسے کیسے کاغذات ہیں دیکھے کبرڈ کیسی کچرے سے بھری تھی میں نے صاف کر دی "اس نے خوشی خوشی فہد کو دیکھا یا جوابا فہد جتنا بگڑا اس نے اسے بتایا کے کوئی نا کوئی مسئلہ ضرور ہے پروین بیگم انتہائی خود پسند عورت تھی، وہ رشتے والی بوا سے جان چکی تھی کے حالات کی سختی نے انہیں ایسا بنا دیا بہر حال زندگی گزر رہی تھی، کچھ ماہ بعد پروین کی طبیعت بگڑنے لگی، کافی ٹیسٹ ہوئے پتا چلا عارضہ قلب کا معاملہ ہے اسے

ایک بار اٹیک بھی پڑ چکا تھا کافی وقت ہسپتال میں گزار کر واپسی ہوئی پروین اب زیادہ تر بستر تک محدود رہتی اس دوران اسے فہد کے رویے بدلتے لگے وہ عجیب عادات کا مالک تھا اکثر چیزوں کے خالی ڈبے نا پھینکتا نا پھینکنے دیتا فضول بے تکی چیزیں خریدنے اور جمع کرنے کا شوق الگ تھا جس کی وجہ سے لگی بندھی تنخواہ میں گزارا مشکل ترین ہو جاتا الماریاں اس کے جمع کیے کاٹھ کباڑ سے ابلنے لگی تھی، فہد اس کی ایک نا سنتا الٹا آنکھیں دیکھاتا، جب تک پروین کی صحت ٹھیک تھی شاید اس کے خوف سے وہ ان عادات پر قابو رکھتا تھا

"وہ بہت عجیب برتاؤ کرتے ہیں بھلا اخبارات، فالتو کباڑیے خریدی گئی چیزیں ردی ، کھانگ پینے کی اشیاء کے ریپرز کون جمع کرتا ہے" اس نے شادی شدہ کزن سے ڈسکس کیا تبھی چاچی چلی آئیں

کزن کو بھگایا

"بٹیا گھر ایسے غیبتیں کر کے نہیں بسائے جاتے، تم اسے سدھارو عورت میں بڑی طاقت ہے اڑیل سے اڑیل مرد سدھار سکتی ہے اور یہ تو عام سی باتیں ہیں"

اس کے دل میں تب بھی آیا کے لیے چچی مرداتنا نرم اور موم کا گڈا ہے تو حکمران کیسے

ہے عورت تو خود محکوم ہے اگر سب عورت کے ہی ہاتھوں ہوتا تو وہ صنف نازک کیو ہوتی

"مجھے یہ کوئی ذہنی مسئلہ لگتا ہے چچی ان کا"

"فضول بات مت کرو پاگل کوئی ایسے ہوتے ہیں جاب کرتا ہے پڑھا لکھا پاگل جاب تھوڑا کرتے ہیں، اب یہ اپنی اس دوست سے ناتا کر دینا اپنی دکان چمکانے کے لیے یہ لوگ ہر ایک کو پاگل کہہ دیتے ہیں"

ان کی سختی سے کی گئی تنبیہہ اسے باز رکھنے کے لیے کافی تھی وہ کافی دنوں بعد میکے آئی تھی

"اگلا چکر جلدی لگاؤں گی" وہ فہد سے جھگڑ کر آئی تھی مہینہ رکی تھی کئی بار اس کا فون بھی آیا تھا سب کچھ دن سے خاموشی تھی چچی کی جھاڑ نے اسے واپس جانے کو قائل کیا فہد ویسے اس کے ساتھ اچھا ہی تھا وہ کہاں علیحدگی چاہتی تھی اس نے نمبر ملایا فہد نے کال نا اٹھائی

"حیرت ہے کل تک تو خود منا رہے تھے"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تواس بار۔ تم مناو" کزن کے مشورے نے اس کے۔اندر نئ توانائی جگا دی وہ چچا کے ساتھ روانہ ہوئی

"بٹیا میں پھر کبھی آوں گا فلحال کام پر جانا ہے" وہ نیچے سے چلے گئے

گھر کی بیل پر بیل دینے پر بھی دروازہ ناکھلا اس نے پرس سے ایکسٹرا چابی نکالی اور دروازہ کھولا

اندر کا منظر حواس گم کر گیا تھا گھر میں کچرے کا ڈھیر تھا، عجیب سی بدبو تھی وہ آہستہ آہستہ سے چلتی ساس کے کمرے میں گئی فہد بھی وہیں تھا وہ سر پکڑے بیٹھا تھا مطلب وہ جان کر بیل کی آوازیں نظر انداز کر رہا تھا اسے اچنبھا ہوا سامنے سفید چادر میں کوئی وجود چھپا تھا

اس نے قدم بڑھائے مگر تبھی فہد جیسے ہوش میں آیا

"تک کیا کر رہی ہو؟ کیسے آئیں اندر" عجب جارحانہ انداز تھا

"دروازہ کھول کر چابی سے،اپ ایسے کیو بیٹھے ہیں امی کو کیا ہوا" وہ اب چادر کا سرا ہٹا چکی تھی اس کی ساس مردہ حالت میں تھیں

"یہ یہ کب ہوا آپ نے بتایا کیو نہیں"

"پرسوں فون کک کیا تھا پہلے بھی کیا تھا امی کی طبیعت خراب ہو گئی ہاسپٹل گیا پتا چلا آیا ہارٹ ہارٹ اٹیک۔۔" وہ بتاتے بتاتے رونے لگا

اس کی اپنی آنکھیں بھی تر ہو گئیں

"ہمیں سب کو بتانا چاہیے فہد جنازہ۔۔"

الفاظ منہ میں ہی تھے کے فہد نے کس کر اسکے ہونٹوں پر ہاتھ جما دیا

"شش امی میرے ساتھ رہیں گی تم بھی، میں نے ابا کو کھو دیا سب دوست چھوڑ گئے کھلونے بھی امی چلی گئی تو دنیا اور بری ہو جائے گی میں نہیں جانے دوں گا بلکل نہیں بلکل نہیں" وہ فرح کو پاگل سا لگا

اس نے فہد کو لات مارتے خود کو چھڑایا اور باہر کی جانب بھاگی وہ اس کے پیچھے لپکا جانتا تھا وہ سب کو بتائے گی تو وہ لوگ اس کی ماں کو لے جائیں گے

فہد نے جلد ہی اسے جالیاں اور کمرے کی طرف لے جانے لگا اس نے پھر ہاتھ پاؤں چلا کر خود چھڑوایا اس میں اسے کتنی ہی چوٹیں لگیں

وہ پھر اٹھا اسے منہ پر ہاتھ رکھے اس کاٹھ کباڑ کے درمیان اسے گھسیٹ کر لے جانے لگا

اس نے اس کے ہاتھ پر کاٹا اور باہر نکل گئی اس کا پاؤں بری طرح مڑا تھا وہ لنگراتی باہر گئی

فہد اس کے پیچھے لپکا اور اسے دو قدم میں جالیا وہ شور بھی نا مچا سکی کے وہ اس کے

منہ پر ہاتھ جمایا ہوا تھا اس نے اسے اندر لا کر باندھ دیا

=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=

وہ فرح سے آج اس کے ماضی کی چند باتیں ہی جان پائی تھی کیوکے وہ سب یاد کر کے

اس کی طبیعت خراب ہونے لگی تھی، وہ گھر آ گئی

کافی دنوں سے داؤد کچھ زیادہ ہی مصروف تھا اس نے فون ملایا جواب ندارد تھا

"جانے کہاں مصروف ہے" وہ پریشان ہوئی

=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=

وہ اس وقت اس چھوٹے سے فلیٹ میں آیا تھا جو اسد کا تھا اور خالی تھا اس نے اس سے

وقتی طور پر چابیاں لے لیں تھیں

وہ اس لڑکی کو اس دن یہاں لے آیا تھا اس آدمی سے بچا کر

"چچا سڑک والے اس نے کہا یہ اچھا صاحب ہے روٹی دے گا کپڑے دے گا اس کے ساتھ جاؤ" وہ روتے بتا رہی تھی وہ تو داؤد سے بھی ڈر رہی تھی اس وقت

مزید اس نے اعتماد میں لینے پر اپنے بارے میں بتایا کے اس کا نام بنفشے تھا اسے اغواہ کر کے بچپن میں ہی یہ چچا بخشو نامی فقیر لے آیا تھا وہ خود بھی بنفشے اور دوسرے بچوں کا فائدہ اٹھاتا تھا ان سے بھیک بھی منگواتا تھا اور کیو کے بنفشے خوبصورت تھی تو اب اس نے اس کا سودا کرنا بھی شروع کر دیا تھا دو بار وہ کسی نا کسی طرح بچ کر نکلی تھی جس پر چچا نے خوب مارا پیٹا تھا اب پھر سودا کیا لیکن داؤد آ گیا وہ چچا کے گریبان تک پہنچے تھے وہ اب حراست میں تھا

"اس کو کیو باقی بچوں کے ساتھ دارلامان میں بھیج نہیں رہے" جب اس سے اسد سے بنفشے کو اس فلیٹ میں رکھنے کا پوچھا تو اسد کو اچھنبا ہوا

"پتا نہیں مینٹلی اپ سیٹ ہے بعد میں بھیج دونگا"

مگر اب جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا داؤد کو لگ رہا تھا وہ اس بچی کی معصومانہ باتوں کے سحر میں گرفتار ہو رہا تھا، ابھی بھی مہر کی کال پر اسے خیال آیا کے اسکی ایک بیوی بھی ہے ایک گھر ہے جہاں وہ لوگ رہتے ہیں جن کا حق ہے اس پر (میں نے مہر سے کہا تھا آج

باہر ساتھ لنچ کرنے کا" اسے یاد آیا

"صاحب اب کب آؤ گے" بنفشے پوچھ رہی تھی

"جلدی آؤں گا" وہ ناچاہتے ہوئے بھی کہہ گیا۔

÷==×=×=×=×==×=×=×=×=×=|

آہستہ سے گھر کا صدر دروازہ کھولتے کوئی اندر داخل ہوا دبے دبے قدموں سے چلتے وہ صحن عبور کر گیا

اب اسکا رخ اندر کی جانب بنے ماسٹر بیڈ روم کی طرف تھا، چابی سے دروازہ کھولتا وہ اندر داخل ہوا کمرے میں

ہلکے نائٹ بلب کی روشنی تھی وہ دروازہ بند کرتا آگے بڑھا اسکی نظریں بیڈ پر خوابِ خرگوش کے مزے لیتے

نسوانی وجود پے تھی، اسنے اپنی وردی اتار کر بیڈ پر پھینکی مگر مجال ہو کے تھوڑی کسماکس بھی ہوئی

ہو وہ چڑ گیا اب کی بار جوتے اتار کر زور سے دروازے کے دائیں طرف رکھے ریک پر

رکھے،اور بیتلخلاءء

کارخ کیااور زور سے دروازہ پٹخاتر وتازہ ہو کر باہر آتے وہی عمل دوہرایاگیامگر وہ بھی

شاید مردوں سے

شرط لگاکے سوئ تھی وہ بیڈ تک پوھنچااور زور سے بیڈ پر دھپ کر کے گرنے کے انداز

سے لیٹااسکے اس عمل سے بیڈ

لرزاٹھا

وہ بھی گھبراکراٹھ بیٹھی اس سے پہلے چیخ اُٹھتی کے اسنے اسکے منہ پر ہاتھ رکھے آواز کاگلہ

گھونٹا

"کیوں چیخ رہی ہوں میں ہوں "اسنے دپٹا،"چڑیل لگ رہی ہو "اسکو سمبھلتادیکھ ہاتھ

ہٹاکراسکے

بکھرے بالوں پر چوٹ کی "کہا بھی تھاتیار رہنا"

"ہوئی تھی تیار بھی"

"اچھا! توپھر یوں بیوہ بن کر سوکیوں گئی تھی"

"تیار بھی ہوئی تھی،انتظار بھی کیا تھا کب تک کرتی کال بھی کی آپ کو مگر اٹھائی ہی نہیں آپنے آخر

سوگئی کب تک جاگتی "اسنے بھی چڑ کر وضاحت دی یہ الگ بات کے اسکا لہجہ نرم ہی تھا

"چلتے ہیں "کہتے ساتھ اس پی سے چادر کھینچی اور ہاتھ سے پکڑ کر بیڈ

"ابے یار اٹھو بس ابھی فورا"

اسے اٹھایا

"ابھی کیا کہ رہے ہو!وقت دیکھا ہے؟"اسنے گھڑی کی جانب اشارہ کیا جو 1 بجا رہی تھی

"کیوں کیا ہوا وقت کو تم سینڈریلا ہو جو 12 بجے کے بعد نہیں چل سکتی،شاباش جاؤ منہ دھو چلو"

اسے باتھ روم کی جانب دھکیلتا دھونس سے بولا

مرتا کیا نا کرتا کے مصادق منہ دھوکے آئ

وہ مجبورا

تو وہ کمرے میں موجود فریج سے سیب نکال کھا رہا تھا

وہ سنگھار میز کے سامنے بال سنوارنے لگی پونی بنا کر کپڑوں پہ نظر ڈالی سادہ سا شلوار

سوٹ تھا

"خیر ہے کپڑے ٹھیک ہے" کپڑوں کو اوکے کرتے اسے دیکھا جو خود برمودہ(گھٹنو

تک آتی شورٹس)اور

ٹی-شرٹ میں ملبوس تھکا ہوا الگ رہا تھا

"رہنے دیتے ہیں نا کل چلیں گے، صبح اٹھنا بھی ہوگا

"وہ ابھی بھی متامل تھی

"تمہارا تو کلینک نہیں ہوتا کل، میرا مسلہ ہے وہ میں دیکھ لوں گا الارم کس لئے ہے"

وہ بھی ایک ہی تھا اپنے نام کا

"چلیے پھر سرتاج" وہ بھی ہار مانتی دانت پیس کر بولی

-- **_ **_ **_ **_ **_ **_*

"کچھ کھانا ہے؟"لونگ ڈرائیو کے بعد وہ اسے پوچھ رہا تھا

"ہاں، بھوکی سوئی تھی آپ نے جو ڈنر کا لارا لگایا تھا اب اس وقت کہاں جاینگے گھر ہی چلتے ہیں

،حالات دیکھیں ہیں ذرا آج کل کے ڈر لگ رہا ہے"

"پولیس والے کی بیگم ہو دل کڑا رکھو میں ہوں نا ابھی یہاں قریب میں پٹھان کا ہوٹل ہے وہاں سے

کھاتے ہے کچھ "داؤد کی بات پر اسنے منہ بنایا"منہ بنانے کی ضرورت نہیں اچھا کھانا ہوتا ہے اسکا"

"تم بیٹھو اندر میں لاتا ہوں"تھوڑی دیر بعد وہ دو پلیٹوں میں کھانا لئے حاضر تھا

""کیسا ہے؟"داؤد نے کھانے کی بابت پوچھا

"یہ وقت بہت اچھا ہے، مگر کھانا بس مناسب ہے"اسے باہر کے کھانے خاص کر دیسی کھانے نہیں پسند تھے دیسی بس وہ گھر کا بنا پسند کرتی تھی

"مجھے لگا تم اسکالٹ بولو گی نیند سے جو اٹھایا تھا، مگر نا اٹھاتا تو یہ خوبصورت وقت کیسے

گزارتے "وہ

اسکاہاتھ تھام کر پیار سے مسکراتا گویا ہوا اسے مہر پر پیار آرہا تھا وہ سمجھ رہی تھی کے اتنے دنوں سے وہ اپنے کام کی وجہ سے مصروف تھا اسے دکھ ہوا اپنا آپ چور سا لگا

"ہم صحیح کہ رہے ہو پر اب روز روز نہیں کرینگے یہ ایڈونچر اور ہاں آج تو ہو گیا یہ نیکسٹ ٹائم آپ ایسے لارا لگا کے مکر گئے تو گھر داخلا پھر صبح کو ہی ملے گا" وہ بھی مسکرا کر شرارت سے بولی

"جی اچھا میڈم، چلیے گھر چلتے ہیں" خوبصورت وقت گزار کر وہ گھر چلے گئے

"ویسے مہر بر گر ہو تم پوری ورنہ کھانا تو اچھا تھا یار"

وہ گیٹ کھولتا بولا

"ہلکے آنٹی اٹھ جاییں گی" مہر نے اسکو ٹوکا

"منہ ہاتھ تو دھولیں"، اسے ایسے ہی بستر پے پڑتا دیکھ وہ پھر ٹوک بیٹھی

"کل ڈارلنگ کل" وہ غنودگی میں بولا

تو مہر جھلا کر سر جھٹکتی باتھ روم میں گھس گئی (تھک گیا ہو گا ڈیوٹی پھر مجھ سے کیا وعدہ

)اسے داؤد پر ترس آیا۔

وہ فرح سے آج اس کے ماضی کی چند باتیں ہی جان پائی تھی کیوکے وہ سب یاد کر کے

اس کی طبیعت خراب ہونے لگی تھی،وہ گھر آگئ

کافی دنوں سے داؤد کچھ زیادہ ہی مصروف تھا اس نے فون ملایا جواب ندارد تھا

"جانے کہاں مصروف ہے" وہ پریشان ہوئی

=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=

وہ اس وقت اس چھوٹے سے فلیٹ میں آیا تھا جو اسد کا تھا اور خالی تھا اس نے اس سے

وقتی طور پر چابیاں لے لیں تھیں

وہ اس لڑکی کو اس دن یہاں لے آیا تھا اس آدمی سے بچا کر

"چچا سڑک والے اس نے کہا یہ اچھا صاحب ہے روٹی دے گا کپڑے دے گا اس کے

ساتھ جاؤ" وہ روتے بتا رہی تھی وہ تو داؤد سے بھی ڈر رہی تھی اس وقت

مزید اس نے اعتماد میں لینے پر اپنے بارے میں بتایا کے اس کا نام.بنفشے تھا اسے اغواہ کر

کے بچپن میں ہی یہ چچا بخشو نامی فقیر لے آیا تھا وہ خود بھی.بنفشے اور دوسرے بچوں کا

فائدہ اٹھاتا تھا ان سے بھیک بھی منگواتا تھا اور کیو کے بنفشے خوبصورت تھی تو اب اس نے اس کا سودا کرنا بھی شروع کر دیا تھا دوبارہ وہ کسی نا کسی طرح بچ کر نکلی تھی جس پر چچا نے خوب مار اپیٹا تھا اب پھر سودا کیا لیکن داؤد آگیا وہ چچا کے گریبان تک پہنچے تھے وہ اب حراست میں تھا

"اس کو کیو باقی بچوں کے ساتھ دار لامان میں بھیج نہیں رہے" جب اس نے اسد سے بنفشے کو اس فلیٹ میں رکھنے کا پوچھا تو اسد کو اچھنبا ہوا

"پتا نہیں مینٹلی اپ سیٹ ہے بعد میں بھیج دونگا"

مگر اب جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا داؤد کو لگ رہا تھا وہ اس بچی کی معصومانہ باتوں کے سحر میں گرفتار ہو رہا تھا، ابھی بھی مہر کی کال پر اسے خیال آیا کے اسکی ایک بیوی بھی ہے ایک گھر ہے جہاں وہ لوگ رہتے ہیں جن کا حق ہے اس پر (میں نے مہر سے کہا تھا آج باہر ساتھ لنچ کرنے کا" اسے یاد آیا

"صاحب اب کب آؤ گے" بنفشے پوچھ رہی تھی

"جلدی آؤں گا" وہ ناچاہتے ہوئے بھی کہہ گیا۔

÷==×=×=×=×=×==×=×=×=×=×==|

آہستہ سے گھر کا صدر دروازہ کھولتے کوئی اندر داخل ہوا دبے دبے قدموں سے چلتے

وہ صحن عبور کر گیا

اب اسکا رخ اندر کی جانب بنے ماسٹر بیڈروم کی طرف تھا، چابی سے دروازہ کھولتا وہ اندر

داخل ہوا کمرے میں

ہلکے نائٹ بلب کی روشنی تھی وہ دروازہ بند کرتا آگے بڑھا اسکی نظریں بیڈ پر خواب خرگوش

کے مزے لیتے

نسوانی وجود پے تھی، اسنے اپنی وردی اتار کر بیڈ پر پھینکی مگر مجال ہو کے تھوڑی کسماکس

نے بھی ہوئی

ہو وہ چڑ گیا اب کی بار جوتے اتار کر زور سے دروازے کے دائیں طرف رکھے ریک پر

رکھے، اور بیتلخلاءء

کا رخ کیا اور زور سے دروازہ پٹخا ترو تازہ ہو کر باہر آتے وہی عمل دوہرایا گیا مگر وہ بھی

شاید مردوں سے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شرط لگا کے سوئی تھی وہ بیڈ تک پوھنچا اور زور سے بیڈ پر دھپ کر کے گرنے کے انداز

سے لیٹا اسکے اس عمل سے بیڈ

لرز اٹھا

وہ بھی گھبرا کر اٹھ بیٹھی اس سے پہلے چیخ اٹھتی کے اسنے اسکے منہ پر ہاتھ رکھے آواز کا گلہ

گھونٹا

"کیوں چیخ رہی ہوں میں ہوں" اسنے دپٹا، "چڑیل لگ رہی ہو" اسکو سمبھلتا دیکھ ہاتھ

ہٹا کر اسکے

بکھرے بالوں پر چوٹ کی "کہا بھی تھا تیار رہنا"

"ہوئی تھی تیار بھی"

"اچھا! تو پھر یوں بیوہ بن کر سو کیوں گئی تھی"

"تیار بھی ہوئی تھی، انتظار بھی کیا تھا کب تک کرتی کال بھی کی آپ کو مگر اٹھائی ہی

نہیں آپنے آخر

سو گئی کب تک جاگتی" اسنے بھی چڑ کر وضاحت دی یہ الگ بات کے اسکا لہجہ نرم ہی تھا

"چلتے ہیں" کہتے ساتھ اس پی سے چادر کھینچی اور ہاتھ سے پکڑ کر بیڈ

"اے یار اٹھو بس ابھی فورا"

اسے اٹھایا

"ابھی کیا کہ رہے ہو! وقت دیکھا ہے؟" اسنے گھڑی کی جانب اشارہ کیا جو 1 بجا رہی تھی

"کیوں کیا ہوا وقت کو تم سینڈریلا ہو جو 12 بجے کے بعد نہیں چل سکتی، شاباش جاؤ منہ دھو چلو"

اسے باتھ روم کی جانب دھکیلتا دھونس سے بولا

مرتا کیا نا کرتا کے مصداق منہ دھو کے آئ

وہ مجبورا

تو وہ کمرے میں موجود فریج سے سیب نکال کھا رہا تھا

وہ سنگھار میز کے سامنے بال سنوارنے لگی پونی بنا کر کپڑوں پے نظر ڈالی سادہ سا شلوار سوٹ تھا

"خیر ہے کپڑے ٹھیک ہے" کپڑوں کو اوکے کرتے اسے دیکھا جو خود برمودہ (گھٹنو

تک آتی شورٹس) اور

ٹی-شرٹ میں ملبوس تھکا ہوا لگ رہا تھا

"رہنے دیتے ہیں نا کل چلیں گے، صبح اٹھنا بھی ہو گا

"وہ ابھی بھی متامل تھی

"تمہارا تو کلینک نہیں ہوتا کل، میرا مسلہ ہے وہ میں دیکھ لوں گا الارم کس لئے ہے"

وہ بھی ایک ہی تھا اپنے نام کا

"چلیے پھر سرتاج" وہ بھی ہار مانتی دانت پیس کر بولی

--**_ **_ **_ **_ **_ **_*

"کچھ کھانا ہے؟" لونگ ڈرائیو کے بعد وہ اسے پوچھ رہا تھا

"ہاں، بھوکی سوئی تھی آپ نے جو ڈنر کا لارا لگایا تھا اب اس وقت کہاں جائینگے گھر ہی

چلتے ہیں

www.neweramagazine.com

،حالات دیکھیں ہیں ذرا آج کل کے ڈر لگ رہا ہے"

"پولیس والے کی بیگم ہو دل کڑا رکھو میں ہوں نا ابھی یہاں قریب میں پٹھان کا ہوٹل ہے وہاں سے

کھاتے ہے کچھ "داؤد کی بات پر اسنے منہ بنایا"منہ بنانے کی ضرورت نہیں اچھا کھانا ہوتا ہے اسکا"

"تم بیٹھو اندر میں لاتا ہوں "تھوڑی دیر بعد وہ دو پلیٹوں میں کھانا لئے حاضر تھا

""کیسا ہے ؟"داؤد نے کھانے کی بابت پوچھا

"یہ وقت بہت اچھا ہے، مگر کھانا بس مناسب ہے"اسے باہر کے کھانے خاص کر دیسی کھانے نہیں پسند تھے دیسی بس وہ گھر کا بنا پسند کرتی تھی

"مجھے لگا تم اسکا الٹ بولو گی نیند سے جو اٹھایا تھا، مگر نا اٹھاتا تو یہ خوبصورت وقت کیسے گزارتے"وہ

اسکا ہاتھ تھام کر پیار سے مسکراتا گویا ہوا اسے مہر پر پیار آرہا تھا وہ سمجھ رہی تھی کے اتنے دنوں سے وہ اپنے کام کی وجہ سے مصروف تھا اسے دکھ ہوا اپنا آپ چور سا لگا

"ہم صحیح کہ رہے ہوپر اب روز روز نہیں کرینگے یہ ایڈونچر اور ہاں آج تو ہو گیا یہ نیکسٹ ٹائم آپ ایسے لارا لگا کے مکر گئے تو گھر داخلا پھر صبح کو ہی ملے گا" وہ بھی مسکرا کر شرارت سے بولی

"جی اچھا میڈم، چلیے گھر چلتے ہیں" خوبصورت وقت گزار کر وہ گھر چلے گئے

"ویسے مہربر گر ہو تم پوری ورنہ کھانا تو اچھا تھا یار "

وہ گیٹ کھولتا بولا

"ہلکے آنٹی اٹھ جاییں گی" مہر نے اسکو ٹوکا

"منہ ہاتھ تو دھولیں"، اسے ایسے ہی بستر پے پڑتا دیکھ وہ پھر ٹوک بیٹھی

"کل ڈارلنگ کل" وہ غنودگی میں بولا

تو مہر جھلا کر سر جھٹکتی باتھ روم میں گھس گئی (تھک گیا ہو گا ڈیوٹی پھر مجھ سے کیا وعدہ)اسے داؤد پر ترس آیا۔

=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=

وہ دوبارہ فرح کے سامنے تھی،اج فرح نے خود اسے کال کرائی تھی،وہ اس پر آ گے کے

پتے کھولنا چاہتی تھی

"اس دن کے بعد اس نے مجھ سے میرا فون چھین لیا وہ مجھے باندھ کر آفس جاتا، میں خوف سے کانپتی رہتی اس گھر میں ایک کمرے میں ایک لاش تھی میں اس لاش کے ساتھ گھر میں بند تھی یہ سوچ ہی مجھے ڈراتی رہتی تھی

پھر ایک دن چچا آئے مگر دروازہ نا کھولا فہد نے پھر ایسا دو بار آور ہوا فہد کے پاس ہی میرا فون تھا جب ان سب سے جان چھڑانے کو اس نے مجھ سے بھی فون پر یہ کہلوا دیا کے میں یہاں ٹھیک ہوں اور مجھے کسی سے رابطہ نہیں کرنا، فہد کی کوئی ایسا مجھے نقصان پہنچانے کا ارادہ نا تھا کبھی، مجھے مگر اس سے خوف آنے لگا تھا بیحد، وہ صحیح دماغی حالت میں نا تھا، چچا سے فون پر قطع تعلق کے بعد میں نے دوسری کوششیں شروع کی میں نے فہد کے سامنے ہتھیار ڈال دیے تاکے اسے لگے کے میں اس سمجھوتے پر تیار ہوں ایسی زندگی کو جینے کے لیے کافی کامیابی ہوئی اس نے مجھے کھول دیا مگر دروازہ باہر سے بندھ کر کے جاتا تھا، پہلے میں نے پڑوس سے مدد لینے کی سوچی کھڑکی سے باہر جاتے لوگوں کو آوازیں دینے کی کوشش کری مگر تبھی فہد آ گیا اس نے مجھ پر بہت غصہ کیا ،ان لوگوں سے جھگڑا کیا پڑوس سے تعلقات خراب ہو چکے تھے مدد ملنے کی امید نا تھی

حیرت انگیز طور پر وہ اب مجھے باندھ کر نہیں جارہا تھا وہ فطرتاً شریف نفس تھا بس یہ بیماری نے سب بگاڑا تھا، میں اب ایسے ہی رہنے کی عادی ہوگئی تھی میں اب گھر میں بنے مچان پر سیڑھی رکھ کر چڑھی میری ساس جب زندہ تھیں انہوں نے کیا وہاں فہد کے بچپن کی چیزیں ہیں میں اس چکر میں وہاں گھسی شاید کوئی سرا ملے اس الجھن کا ،میری قسمت ہی بری تھی کے مچان پر چڑھ تو گئی پر اترے وقت بہت برا گری جس کے بعد شدید درد کے بعد اندازہ ہوا جس ٹانگ کے بل گری تھی اس سے سب کھڑی نہیں ہوسکتی پورا دن دردازیت سے کراہتے فہد کا انتظار کیا

"کیو چڑھی تھیں وہاں" وہ پریشان تھا

"صفائی کرنے" جواب اسے خوش نا کرسکا

"مجھے ہسپتال لے جاؤ خدارا" میں نے دہائی دی

"تم تم وہاں سب کو بتادو گی تم کو بھی لے جائیں گے امی کو بھی لے جائیں گے میں کررہا ہوں ناپٹی صحیح ہوجاوگی" وہ اسی دیوانگی کی کفیت میں آچکا تھا

اور الٹی سیدھی پٹی کررہا تھا

یہاں سے میرا بدترین وقت شروع ہو چکا تھا میں چل نہیں سکتی پڑی رہتی تھی کتنے ماہ بیتے فہد میرے کام بھی کر دیا کبھی، کبھی ایسے ہی پڑا رہنے دیتا ازیت سی ازیت تھی میرے لیے پھر حالات بد سے بدتر ہو گئے میری اور فہد کی حالت بھی اسے آفس میں بھی لوگ باتیں سناتے وہ کئی بار رویا میرے سامنے میں نے دن سال مہینوں کا حساب چھوڑ دیا تھا میں بس ہر شے سے بیگانہ تھی پیٹھ پر پھوڑے نکل گئے تھے کچرے کی وجہ سے کیڑے مکوڑے گھر میں بے تحاشہ تھے فہد پیسٹیسائیڈ اسپرے وغیرہ کرتا پر کب تک فایدہ ہوتا میرے زخموں میں کیڑے پڑ گئے تھے پھر فہد کی نوکری چھوڑ گئی میں تب تک بولنا ہی بھل گئی تھی بجلی کٹ گی، وہ سب اپنی والدہ کی ڈیڈ باڈی کا خیال بھی نہیں رکھ پا رہا تھا تھک سا گیا تھا اور ہر طرف کے پریشر سے تنگ آکر فہد نے خود کو میری آنکھوں کے سامنے ختم کر دیا"

فرح نے ساری کتھا مہر کو سنادی تھی، مہر شش و پنج میں تھی کیا کہے کیا نہیں فرح نے بڑے حوصلے سے سب بیان کیا تھا وہ مہینوں سے بری حالت میں ایک ذہنی مریض اور ایک ڈیڈ باڈی کے ساتھ ایک گھر میں قید تھی

فرح اب ہچکیوں سے رو رہی تھی جیسے سب دوبارہ زندہ ہو گیا ہو اس کے دماغ میں

اسے اب پینک اٹیک ہونے لگے وہ زور زور سے چلا رہی تھی بلند آواز میں رو رہی تھی

مہر نے فوراً سے پیشتر ڈاکٹر کو بلایا جنہوں نے سیڈیٹو (sedative)

دے کر اسے شانت کیا، مہر نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اگلے کچھ دن بعد فرح کی

طبیعت بہتر ہوئی تو اس نے پولیس کو بھی اپنا بیان ریکارڈ کرایا

=÷=×=×=×==×=×=×=×=×=

"اتنی مشکل سے تو باہر گئے تھے، کوئی ڈگری بھی نہیں ہے یہاں کیا کرو گے ؟" زیشان

کا کزن اس کا فیصلہ سن کر حیران سا بولا

"نہیں یار میں نے اچھی خاصی سیونگ کی ہے, کچھ چچا کے پاس بھی ہیں، اپی کے زیور کا

ایک سیٹ بھی سیل کر دوں گا اس کا علاج بھی ہونا ہے یہیں کام شروع کروں گا دکان

کرایے پر لے کر، اب آپی کو میرے جذباتی سہارے کی ضرورت ہے مجھے وہ سب سے

زیادہ عزیز ہے"

ذیشان کا انداز فیصلہ کن تھا چچا اور چچی بھی حامی تھے

=×=×=÷==×=÷=×==×=×=×=

"تم نے بہت کیا ہماری بچی کے لیے برا بھلا بھی کہہ چکی تمہیں بہت شرمندہ ہوں" چچی مہر سے مخاطب تھیں

"جو ہو گیا اسے بھول جایئے بس اب آگے کا دھیان رکھیے" مہر آہستہ سے بولی وہ لوگ فرح کے کمرے کے باہر تھے مہر نے شیشے سے اندر جھانکا ذیشان بہن کو اب اپنے ہاتھ سے سوپ پلا رہا تھا وہ زیادہ تر اس کی دیکھ بھال کرتا دکھتا

مہر کو اس کے کل کے الفاظ یاد آئے جب اس نے ڈاکٹر سے فرح کی ٹانگ ناکارہ ہونے کا سنا تھا

"کوئی کچھ بھی کہے میری بہن کبھی ناکارہ نہیں ہو سکتی اس بڑے عظیم بادشاہ نے میری بہن کو اس کچرے کے ڈھیر میں ان برے حالات میں زندہ رکھا ہے تو وہ یا اس کی زندگی یا اس کا کوئی بھی اعضاء ناکارہ کیسے ہو سکتا ہے بھلا،

اس رب سے زیادہ کون جانتا ہے کے کیا کارامد ہے کیا نہیں، میری بہن مجھ سے ڈیڑھ سال ہی بڑی تھی ہم کھیلنے باہر جاتے تو اماں کہتی فارو تو آپا ہے بھائی کا خیال رکھنا اب کہیں مجھے چوٹ لگتی تو اس کی شامت آجاتی، میری ہم راز میری پیاری بہن میری چھوٹی سی ماں تھی

میں حفاظت نا کر سکا پر وہ سوہنارب ہے نااس نے ایک اور موقع دیا ہے،سچ ہے ہم اس رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلائیں گے "

ذیشان ایک جذبے سے بولااور مہر کے اندر تک سکون اتر گیا

جن کی سمتیں درست ہو وہ اندھیروں میں بھی جگنو تلاشتے ہیں

اور جو لوگ کوشش کریں تو وہ تب ہاتھ تھام لیتا ہے

=×=×=×=×=×==×=×=×=÷=×=×=×=×

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

داؤد گھر ایک کم عمر خوبصورت لڑکی کو لایا تھا یہ دیکھ مسز شرافت شریف نے خبر نہایت غیر مہذبانہ انداز میں سب جگہ پھیلادی

مہر اس رات فرح کے پاس رکی تھی صبح جب گھر آئی تو یہ تماشہ منتظر تھا اسے ہاسپٹل سے پک کرنے سنان ایا تھا اور سیدھا اپنے گھر لے گیا تھا "امی نے بلایا ہے "اس کے سوال پر بس یہ جواب دیا تھا

"بس لگی رہو تم اپنی جاب میں، مرد تو ایسے ہی بھکتے ہیں تم دوستیاں نبھاتی رہو"

امی نے طعنوں سے نوازا

"مرد ایسا کرتے ہیں تو غلط کرتے ہیں، ہر چیز کا ملبہ عورت کی تعلیم جاب گھر کے کاموں پر ڈالنے سے مسائل حل نہیں ہوتے امی، رشتے آج کل اس لیے نہی ٹوٹتے کے عورت باغی ہے اس لیے ٹوٹتے ہیں کے عورت کو یہ پتا چل گیا کے جو ہوتا آرہا تھا وہ غلط ہے مگر سوسائٹی اور آپ لوگ مرد کو اس کی غلطیاں سمجھنے نہیں دے رہے اس لیے گھر خراب ہو رہیں ہیں بغاوتیں وہیں ہوتی ہیں جہاں ناانصافیاں ہو، بہر حال میں فلحال داؤد کی بات سننا چاہتی ہوں جاننا چاہتی ہوں کے وہ کیا عذر پیش کرتا ہے"

"اگر ایسی ہی تم آزاد خیال ہو تو کیو سننا چاہ رہی ہو اس کی بات؟"

"موقع دینا صفائی سننا کوئی غلط بات نہیں بنا کچھ سنے کیو فرد جرم عائد کروں یہ رشتہ میرے پاؤں کی بیڑی نہیں ہے، ایک خوبصورت وعدے اور آپسی ہم آہنگی سے بنایا گیا رشتہ ہے اس لیے مجھ پر واجب ہے کے میں اس سے وجہ جانوں"

وہ کہہ کر کمرے سے چلی گئی

"یہ نئی نسل ہنہ" پیچھے سعدیہ بیگم سر پیٹتی افسوس کیے گئیں

=×=×=×=×=×=×=×=×=××=×=×

"اسے کیو لائے ہو داؤد؟" یہ سوال وہ رات سے کوئی چھ سے سات بار کر چکی تھیں داود خاموش تھا جب وہ چیخ پڑیں

"ایک لڑکی تمہارے نکاح میں ہے اسے کیو اٹھا کر لائے ہو"

مہر چابی سے گیٹ کھولے آچکی تھی داؤد اپنی امی کے ساتھ ان کے کمرے میں تھا دونوں کی اس کی طرف پیٹھ تھی وہ اسے دیکھ نا سکے وہ داؤد کا جواب سننے کے لیے دروازے پر ہی رک گئی

"مجھے لگا یہ مجھے پسند ہے" وہ بولا اور رک گیا "میں اسے روز سگنل پر دیکھتا اور کڑھتا تھا دل کرتا اس کی زندگیں بہتری لاؤں بہت کوشش کی دھیان بٹانے کی تبھی آپ نے شادی کے لیے مہر کا نام لیا مہر مجھے بھی پسند تھی میں نے شادی کر لی سوچا اب بھول جاؤں گا" وہ پھر رکا ساتھ ساتھ مہر کی دھڑکنیں بھی "مگر نہیں بھول سکا، اس دن کسی کو اس کے ساتھ بد فعلی کرتے پکڑا اس کا کوئی نہیں تھا میں اسے اسد کے فلیٹ پر رکھنے لگا آپ پوچھ رہی تھیں نا تنخواہ میں کمی کیسے ہوئی تو یہی وہ اضافی خرچہ تھا اس پاس والوں نے چہ مگوئیاں شروع کی اسد سے بھی شکایت کی، میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا سوائے اس کے، کے گھر لے آؤں، کیو کے یہ بہت معصوم ہے دنیا بہت خطرناک

دارلامان بھی اتنے محفوظ نہیں ناہی یہ اتنی سمجھدار ہے کے ہوسٹل رہ سکے، میں اسے اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں، نہیں بھیج سکتا کہیں کیو کے میں اس سے محبت کرتا ہوں"

اس کا انکشاف ان کے پیروں سے زمین کھینچ گیا

"میں نے تو بہت مختلف تربیت کی تھی بڑی محنت کی تھی مگر تم نے سب خاک کر دیا داؤد کیا منہ دکھاؤں گی مہر کو" وہ رونے لگیں

تبھی داؤد پلٹا اور بت بنی مہر کو دیکھا جو اس کے دیکھتے ہی پلٹ گئی

وہ پیچھے لپکا مہر اب کمرے میں الماری سے سامان نکال کر پیک کر رہی تھی ہتک اذیت سے چہرہ سرخ تھا

"تم نہیں جا سکتی مہر ایسے بلکل بھی نہیں جا سکتی" وہ اس کے کندھوں پر ہاتھ جماتا اپنی طرف گھمانے کی کوشش کرتا بولا

"تم روک نہیں سکتے اب، اہنڈ ڈونٹ ٹچ می" وہ غصے سے گویا ہوئی اور ہاتھ جھٹکے

"میں نے تم سے وعدہ کیا تھا نا مہر شادی سے پہلے کے تم سے محبت کی شادی بے شک نہیں کر رہا پر تم سے محبت ضرور کروں گا، میں قائم ہوں وعدے پر کرتا ہوں تم سے ہی

محبت اپنی بیوی سے اپنی کولڈ فش سے" وہ اسے پھر حصار میں قید کرتے گمبھیر تا سے کہتا دل کے تار چھیڑ گیا

"اوہ جسٹ شٹ اپ، سب سن چکی ہوں میں تمہاری باتیں بند کرو یہ ڈرامہ پلیز" وہ چیخ پڑی اور خود کو چھڑا کر بولی

"میں نے کہا اس سے محبت کرتا ہوں ہاں کرتا ہوں اس سے پیار اس کی آنکھیں دیکھیں ہیں ہری سی کسی کی یاد دلاتی ہیں" وہ بے خود سا بولا

مہر تنفر سے سر جھٹ کر بیگ پیک کرنے لگی

داؤد نے اس کے ہاتھ تھام لیے

"تم سے کی جانے والی محبت اس سے کی جانے والی محبت سے بہت الگ ہے مہر جیسے ایک آدمی کو اپنی بیوی سے محبت ہوتی ہے وہی محبت مجھے تم سے ہے تمہاری ہر ادا سے ہر انداز سے

اور اس سے محبت ویسی ہی ہے جیسے کسی بھی انسان کو ایک معصوم بچے سے ہوتی ہے جو شاید مجھے اپنی اولاد سے ہو بے غرض محبت"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کا انکشاف دھماکے دار تھا مہر حیران کھڑی رہ گئی

داؤد اب پھر اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے اسے اپنے پاس بٹھا چکا تھا

"آرزو یاد ہے تمہیں؟"

یہ نام مہر کو بھی ماضی میں لے گیا، ارزو داؤد سے سات سال چھوٹی بہن جس کی ہری سیاہی مائل آنکھیں اپنی طرف کھینچتی تھیں

"تمہیں یاد ہے وہ؟ کیسے لڑتے تھے ہم اس پر؟ مجھے آج بھی وہ دن یاد ہے جب وہ ہم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئی تھی کھیلتے کھیلتے اچانک سے گری اور۔۔۔" وہ رونے لگا (کیسا غبار بھرا ہے تمہارے اندر داؤد اسے باہر نکال دو) مہر کو اس سے ہمدردی ہوئی آرزو ہارٹ پیشنٹ تھی داؤد ہر وقت اسے ساتھ ساتھ رکھتا ایک دن بھاگم دوڑی کے دوران وہ اچانک سے گری اور پھر کبھی نا اٹھ سکی

داؤد گو کے خود بچا تھا تب مگر اپنی بہن کو "میر ا بچا" کہہ کر پکارتا تھا

"پتا ہے مہر امی اسے یاد کر کے رو لیتی ہے میں ان سے آنسو چھپاتا رہتا تاکے انہیں سہارا دوں، مرد بھی کبھی روتے ہیں بھلا" وہ آنکھیں رگڑتے بولا (کیسے کیسے ٹوزک پیچ بوئے

ہی۔ہم نے ذہنوں مرد یہ نہیں کرتا عورت وہ نہیں کرتی کتنا بوجھل کر دیا انسان کو)مہر نے سوچتے اس کے آنسو پوچھے

"روتے ہیں داؤد اپنوں کے سامنے رو سکتے ہیں سہارا ہر انسان کو چاہیے ہوتا ہے"

"اس کی آنکھیں مجھے آرزو کی یاد دلا گئیں ہیں،میں اسے یہاں لے آیا اپنی اولاد سمجھ کر مجھے تم سے ڈسکس کرنا چاہیے تھا پر مجھے نہیں سمجھ آیا کیسے کروں،مہر میں تم سے آج تمہارا ساتھ مانگ رہا ہوں جانتا ہوں کسی اور کی اولاد پالنا بڑی ذمداری ہے بڑا دل کرڑا کرنا پڑتا ہے"

"داؤد مجھے ٹائم دو اتنی بڑی ذمداری ایسے ہی نہیں قبول کر سکتی،سوچنا سمجھنا ضروری ہے فلحال"مہر نے کہا تو وہ سر ہلا گیا

=×=×=×=×=×=×===×=×==×==×=

"بیبی مجھے نکالوں گی تو نہیں نا"بنفشے ڈرتے ڈرتے پوچھ رہی تھی""باہر صاحب لوگ بہت گندے ہیں،سب ڈانٹتے کھانا بھی نہیں ملتا"

مہر اس کو دودھ کا گلاس دینے آئی تھی اسے یہاں آئے ہفتہ ہو چکا تھا آئے روز کوئی نا

کوئی اس کے بارے میں بولتا پوچھتا کریدتا

مہر کی والدہ الگ نالاں تھیں

خود مہر بھی ڈسٹرب تھی (کیا اتنا سخت دل ہے میرا کے ایک معصوم کو جہنم میں دھکیل دوں)

اس کا دل خشیت الٰہی سے کانپا جو فیصلہ ہفتے سے نا ہو سکا تھا لمحوں میں ہو گیا

=×=×=×===×=×=×=×=×=×=

"تم نے کیا سوچا مہر؟" وہ کمرے میں آئی تو داؤد سوالیہ نشان بنا بیٹھا تھا۔

"اسے ساتھ رکھنے میں بہت سے مسائل ہیں شرعی معاشرتی، مگر میرا دل اسے باہر دنیا کے حوالے کرنے کو بھی نہیں مانتا داؤد، ہم اسے رکھیں گے مگر اس کے اور تمہارے درمیان محرم نامحرم کا فرق حائل رہنا چاہیے اس کے لیے ہم کو اسے پہلے سے سمجھانا ہو گا، تم کسی اسکول کا فارم بھی لے آؤ تا کے یہ کام بھی شروع ہو"

"ہاں تم صحیح کہہ رہی ہو مشکل ضرور ہے نا ممکن نہیں، اللہ ہمراہ نیت اور سمتیں نیک رکھے"

"آمین" دونوں بولے

=×=×=×=×==×==×=×=××=×=×=×=

آج ان کے گھر چھوٹی سی تقریب تھی جو انہوں نے بنفشے کو خاندان سے متعارف کرنے کے لیے منعقد کی تھی کچھ کا رویہ بہت حوصلہ افزا تھا کچھ چہ مگوئیاں کر رہے تھے

ان دونوں کو اس کی پرواہ نا تھی یہ فیصلہ انہوں نے مل کر لیا تھا اللہ کے خوف سے کیا تھا اس کے بندوں کو بے یارو مددگار کرنے کا حوصلہ نا تھا ان میں

فرح بھی وہیل چیئر پر زیشان کے ساتھ آئی تھی اس کی حالت پہلے سے بہتر تھی ،زیشان نے بھی کام اسٹارٹ کر دیا تھا جو فلحال چھوٹا تھا مگر امید تھی کے برکت ہو گی وقت کے ساتھ

"ڈاکٹر نے کہا ہے کے قوت مدافعت بہتر ہو تو مصنوعی ٹانگ بھی لگ سکتی ہے" فرح پر جوش تھی پیروں پر چلنا اب خواب جیسا تھا اس کے لیے

"انشاللہ ایسا ہی ہو گا" مہر نے دل سے کہا

"تم نے بہت اچھا سٹیپ لیا ہے مہر اللہ کامیاب رکھے ثابت قدم رکھے، ہر طرح کے شر سے بچائے، امین"

"ثم آمین"

"فرح تم نے فہد کو معاف کر دیا"

"اسے کیا معاف کرنا وہ خود مجبور تھا ذہنی حالت کے ہاتھوں تکلیف میں وہ بھی تھا اللہ ان دونوں ماں بیٹے کی مغفرت کرے پر یارا گر ماؤں کو اولاد کے ذہنی افشار کی خبر ہو نا تو انہیں چاہیے ان کا علاج کرائے نا کے دوسروں کی زندگی مشکل کریں بس یہ خلش ہوتی ہے"

"اصل میں قصور معاشرے کا ہے، اویرنس ہی نہیں ذہنی امراض کی، ڈپریشن ہو تو لوگ فوراً اسے بے نمازی قرار دیتے ہیں بے شک عبادت میں سکون ہے مگر دعا کے ساتھ ساتھ دوا بھی ضروری ہوتی ہے کاش کے ہم لوگ یہ سمجھے اور ان مسائل کا سد باب ہو سکے"

مہر کی بات سے فرح بھی متفق تھی

تبھی ردا چلی آئی وہ ماں بننے والی تھی اس دن اس کے اور سنان کے سمجھانے پر امی کے رویے میں مثبت تبدیلیاں آئی تھی، سنان کے ساتھ، مہر کی سپورٹ نے ردا کے ذہن میں بننے والے جال کو صاف کر دیا تھا

مہر نے ایک نظر اس کے پر اعتماد انداز کو دیکھا اور اللہ کا شکر ادا کیے

=×°×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=×=

چھ ماہ بعد

"چلو بھئی بنفشے جلدی سے ناشتہ ختم کرو وہ وین والا آجائے گا"

داؤد کی امی مسلسل بنفشے کو ٹوک رہی تھی

"جی دادی، ماما میں جاوں وین آگئی ہے" وہ بیگ سنبھالتی مہر کی جانب متوجہ ہوئی اس کا کچھ وقت پہلے ہی ایڈمیشن ہوا تھا وہ اپنی عمر سے پیچھے کی کلاس میں تھی مگر خوش تھی اس نئے طرز زندگی پر، مہر نے اس پر خوب محنت کی تھی

"ہاں اور ایسے ہی باہر مت نکلنا، پڑھائی پر دھیان دینا"

وہ ہدایت کرتی خود بھی پرس اٹھا کر نکلنے لگی داؤد بھی ساتھ تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اس بیگم تمہیں ڈراپ کر دوں آج کیا یاد کرو گی" وہ بنفشے کو ہاتھ ہلاتا اس کی جانب متوجہ ہوا

دونوں مسکرات گاڑی میں بیٹھ گئے

"رکو مہر" وہ کلینک پہنچے اترنے ہی لگی تھی کے وہ روکنے لگا

"یہ تمہارے لیے" مہر نے باکس کھولا

خوبصورت سی گولڈ کی چین تھی

"یہ کیسے اج تو کوئی خاص ڈیٹ نہیں" وہ خوش ہوتے حیرانی سے بولی

"جن کی بیوی اتنی خاص اتنی مضبوط ہو ان کا ہر دن خاص ہوتا ہے"

وہ پیار سے بولا

"اچھا یعنی روز گفٹ دو گے, میں تو روز ہی ایسی ہوتی ہوں" مہر نے چھیڑا

"اللہ کو مانو بیگم اتنی شاہ خرچی سڑک پر آجائیں گے ہم" وہ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہنسا

"ویسے اون آسیر س نوٹ تھینکس الاٹ یار فار سٹینگ ود می"

"بس بھی کرو" وہ بلش ہوئی "داؤد تم نے مجھ سے پوچھا تھا تم سے شادی کیو کی میں نے کہا تھا وقت آنے پر بتاؤں گی آج بتا رہی ہوں، کیو کے تم نے مجھے میری خوبیوں خامیوں سمیت قبولا ہے میرے نظریوں سمیت" وہ بھی پیار سے دیکھتی بولی

"آج چھٹی کر لیں" وہ شرارتی ہوا

"انسپیکٹر صاحب کام پر جائیں" وہ ہنستی گاڑی سے اتری تو وہ بھی مسکراتا ہاتھ ہلا کر گاڑی آگے بڑھا گیا

=×°×=×=×=÷=×=÷=×=×=×=×}

"آؤ آؤ پا آہستہ آہستہ ڈیری گڈ" فرح کو مصنوعی ٹانگ لگ چکی تھی اب فزیو تھراپی چل رہی تھی

فرح نے مسکراتے اپنے بھائی کو دیکھا جو اسے آگے بڑھنے پر اکسا رہا تھا

ٹھیک اسی طرح زندگی بھی آگے بڑھنے پر اکسا رہی تھی، سہارا صرف اللہ کا ہوتا ہے وہی اندھیروں سے نکالتا ہے وہی مصیبتوں کا سدباب کرتا ہے اسے اپنی زندگی دیکھ اس پر پورا یقین تھا جب وہ مکمل ہمت ہار گئی تھی تب بھی اس کے رب نے اسے وہاں سے

نکالا تھااور نئی زندگی بخشی تھی

اب اس نے بھی عید کیا تھا کے وہ آگے بڑھ کر اس نئی زندگی کو جیئے گی

❤ ختم شدہ ❤

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews